Over 180K Followers

08 TO 14 SEPTEMBER, 2025 ۸تا۱۴۔ستمبر۲۰۲۵☆☆☆

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

ملک میں آٹے کا بحران

حقائق، افسانے اور مستقبل کے خدشات

آٹو فنانسنگ میں مسلسل اضافہ: شرح سود میں کمی

چین میں توہم پرستی اور ٹیکنالوجی کا امتزاج

اسٹیٹ بینک کا نیا آن لائن رپورٹنگ سسٹم

سونے اور زیورات کی برآمدی صنعت بحران کا شکار

برطانیہ میں چہرے کی شناخت والے سسٹمز متعارف، انسانی حقوق تنظیموں کو تشویش

لندن (کنزیومرواچ نیوز) برطانیہ میں لائیو فیشل ریکاگنیشن (ایل ایف آر) ٹیکنالوجی کی قومی سطح پر نگرانی اور تعارف کے حوالے سے تنقید کی جارہی ہے جس پر کئی انسانی حقوق تنظیموں نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق برطانوی حکومت نے اعلان کیا

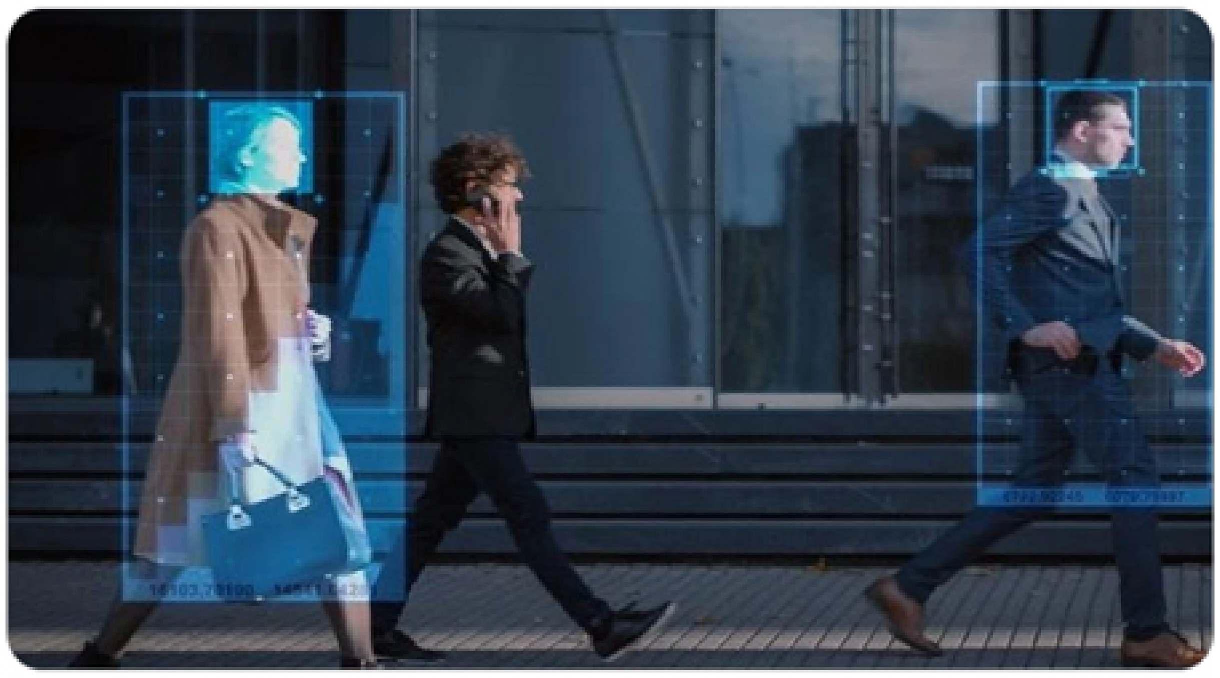

ہے کہ انگلینڈ کے سات ایریا پولیس فورسز میں 10 خصوصی ایل ایف آر وینز تعینات کی جائیں گی، تاکہ سنگین جرائم کے مشتبہ افراد کی نشاندہی تیز کی جاسکے۔ پولیس دستے جیسے میٹروپولیٹن پولیس نے 2024 میں ایل ایف آر کے ذریعے 1,000 سے زائد گرفتاریوں کا دعویٰ کیا ہے اور اس ٹیکنالوجی کی تنصیب مزید بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم دوسری جانب ایکویلیٹی اینڈ ہیومن رائٹس کمیشن کا موقف ہے کہ پولیس کی ایل ایف آر پالیسی یورپی انسانی حقوق کے آرٹیکل 8 (رازداری)، 10 (اظہار رائے) اور 11 (اسمبلڈ تحقیق) کے خلاف ہے۔ بگ برادر واچ سمیت تنظیمیں اسے "وائلڈ ویسٹ" قرار دیتی ہیں کیونکہ اس کے اطلاق پر واضح قانون یا نگرانی نہیں ہوگی۔ ماہرین نے اعداد وشمار کو محدود قرار دے کر میٹ پولیس کے دعوے کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے کہ کوئی نسلی تعصب یا غلط شناخت نہیں ہوگی۔ تحقیقاتی رپورٹس بتاتی ہیں کہ اینٹی۔فیشل ریکاگنیشن سے کالے یا نسلی اقلیتوں کے افراد کو زیادہ غلط شناخت کیا جاتا ہے۔ مزید برآں ناقدین اس اقدام کو ہر گزرنے والے فرد کو بارکوڈ کی طرح بنا دینا قرار دیتے ہیں، یعنی ہر شہری مشکوک تصور ہوسکتا ہے۔ فی الحال برطانیہ میں ایل ایف آر کے استعمال کے لیے کوئی مخصوص قوانین یا ضوابط موجود نہیں اور ماہرین مطالبہ کررہے ہیں کہ اس حوالے سے جلد از جلد ایک کڑی قانون سازی کی جائے۔

گوگل ڈرائیو میں ویڈیو ایڈیٹنگ کا فیچر متعارف

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) ٹیکنالوجی کمپنی گوگل نے ڈرائیو میں ویڈیو ایڈیٹنگ کا فیچر متعارف کرادیا۔ حال ہی میں گوگل نے اپنے کلاؤڈ اسٹوریج پلیٹ فارم پر آٹومیٹک کیپشننگ، وژول ری ڈیزائن، نئی اپ ڈیٹ ہونے والی ویڈیوز کے لیے انسٹنٹ پلے بیک، ٹائم اسٹیمپڈ ٹرانسکرپٹ اور یہاں تک کہ یوٹیوب کے جیسا تھمب نیل پری ویو فیچر متعارف کرایا تھا۔ کمپنی کی جانب سے پلیٹ فارم پر گوگل وِڈز کا تازہ ترین اضافہ کیا گیا ہے۔ ورک اسپیس ڈومین کے صارفین جلد ہی ڈرائیو میں ویڈیو چلانے پر دائیں ہاتھ پر اوپر کی جانب جامنی رنگ کا گوگل وِڈز کا نشان دیکھ سکیں گے۔ اس نشان کو کلک کرنے چلائی گئی ویڈیو گوگل وِڈز میں کھلے گی اور صارفین اس میں ٹرمنگ، میوزک جیسے میڈیا کا اضافہ، ٹیکسٹ اوور لے کا اضافہ اور اس جیسے دیگر امور انجام دے سکیں گے۔ ایڈیٹنگ تمام ہونے کے بعد ایک وِڈز فائل بن جاتی ہے جس کے بعد صارف کو فائل کو علیحدہ سے سیو یا ایکسپورٹ کرنا ہوتا ہے۔ تاہم، اس اپ ڈیٹ کی کچھ حدود بھی ہیں۔ یہ فیچر صرف ایم پی 4، کوئک ٹائم، او جی جی اور ویب ایم ویڈیوز پر کام کرسکے گا جو کہ دورانیے میں 35 منٹ اور سائز میں 4 جی بی سے کم ہوگی۔

ٹک ٹاک ایڈ ایوارڈز 2025: پاکستان کی بہترین تخلیقی مہمات کی پذیرائی

ٹِک ٹاک کو فخر ہے کہ وہ مشرقِ وسطیٰ، ترکیہ، افریقہ، پاکستان اور جنوبی ایشیا (METAP) کے خطے میں ٹک ٹاک ایڈ ایوارڈز کے دوبارہ انعقاد کا اعلان کررہا ہے۔ ایوارڈز کی یہ تقریب دسمبر 2025 میں ریاض، سعودی عرب میں منعقد کی جائے گی۔ ان ایوارڈز میں اُن برانڈز اور ایجنسیوں کا جشن منایا جاتا ہے جو ٹِک ٹاک پر تخلیقی اور اعلیٰ کارکردگی کی حامل مہمات کے ذریعے نمایاں مقام حاصل کرتے ہیں، اور اس پلیٹ فارم کی منفرد نوعیت کو اپناتے ہوئے شاندار اشتہاری تجربات فراہم کرتے ہیں۔ گزشتہ برس منعقد ہونے والے پہلے ایڈیشن کی کامیابی کو بنیاد بناتے ہوئے۔ ٹِک ٹاک ایڈ ایوارڈز 2025 کی تقریب میں ایک مرتبہ پھر پورے خطے کی سب سے متاثر کن اشتہاری مہمات کو پیش کیا جائے گا۔

ان ایوارڈز میں اُن برانڈز کو سراہا جاتا ہے جنہوں نے تصدیق شدہ ہونے، تخلیقی صلاحیت، اور خوشگوار لمحات کو ٹِک ٹاک پر فروغ دیا اور ساتھ ہی شاندار کاروباری نتائج حاصل کیے۔ اس پروگرام کا مقصد ہے کہ ان اشتہارات کی غیر معمولی صلاحیت، جدت، اور اثرات کو تسلیم کیا جائے اور اعزازات سے نوازا جائے تاکہ ایسے تخلیقی ذہن جو ٹک ٹاک پر نئی راہیں ہموار کررہے ہیں، بھرپور انداز میں سامنے آئیں۔ ان ایوارڈز میں شامل ہونے کا مرحلہ مورخہ 18 اگست سے شروع ہوچکا ہے اور اس میں پاکستان سمیت سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، لبنان، عراق، مصر، ترکیہ، مراکش، کینیا، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، قازقستان، آذربائیجان، قبرص، بنگلادیش اور سری لنکا میں قائم برانڈز اور ایجنسیوں کی شرکت کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اہل مہمات لازمی طور پر مورخہ یکم اکتوبر، 2024 سے 31 اکتوبر، 2025ء کے درمیان ٹک ٹاک پر چلائی گئی ہوں۔ اس سال کے پروگرام میں نو کیٹیگریز شامل ہوں گی:

انڈر دی کری ایٹو فارمی: ایسے ٹک ٹاک فرسٹ آئیڈیاز کو اجاگر کرنا جو صرف اس پلیٹ فارم پر ممکن ہوں، تخلیقی حدود کو آگے بڑھاتے ہوئے ناظرین کو مؤثر طریقے سے شامل کرتے ہیں۔

کمیونٹی کور: ایسے حقیقی تعاون کو تسلیم کرنا جو کری ایٹرز اور کمیونٹیز کے ساتھ ہوں اور جو انگیجمنٹ اور اثر پیدا کرتی ہوں۔

فل فنل فلیکس: ایسی جامع حکمتِ عملیوں کو تسلیم کرنا جو مکمل مارکیٹنگ فنل میں قابلِ پیمائش نتائج فراہم کریں۔

بگ برانڈنگ انرجی: مارکیٹنگ کا ابتدائی بہترین مرحلے، حکمتِ عملیوں اور تخلیقی کہانی گوئی کا جشن منانا تاکہ برانڈ کو یاد رکھنے کی صلاحیت کو نمایاں طور پر حاصل کیا جاسکے۔

گول ڈگر: ایسی مہمات کو سراہنا جنہوں نے اختتامی مرحلے کی کارکردگی میں بہترین نتائج دیے ہوں، خواہ وہ ROAS ہو، کنورژنز ہوں یا سیلز۔

بوجی آن اے بجٹ: ایسی مہمات کو نمایاں کرنا جنہوں نے پروڈکشن کے محدود بجٹ کو تخلیقی انداز میں استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اثر پیدا کیا۔

ساؤنڈ آن پلیز: ایسی مہمات کو سراہنا جن میں کہانی گوئی کے لیے آواز مرکزی حیثیت رکھتی ہو، اور موسیقی، آواز یا افیکٹس کو نئے اور یادگار انداز میں استعمال کیا گیا ہو۔

دی چیلنجرز چوائس: اس تقریب میں تمام شرکاء کو لائیو ووٹنگ کا موقع دیا جائے گا تاکہ وہ ہمیں بتا سکیں کہ اُن کے خیال میں کون سی مہم ایوارڈ جیتنے کی حقدار ہے۔

سب سے بڑا اعزاز 'دی گریٹسٹ آف آل ٹائم (G.O.A.T)' مجموعی طور پر اُس بہترین مہم کو دیا جائے گا جو تخلیقی صلاحیتوں میں نمایاں ہو۔ میڈیا سے متعلق اپنے مقاصد حاصل کرے اور اپنا مؤثر ہونا ثابت کرے۔ اس ایوارڈ کا مقصد اُن مہمات کو تسلیم کرنا ہے جنہوں نے واقعی ٹک ٹاک کی کمیونٹی، تخلیقی صلاحیتوں اور رجحانات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خوشیوں کو فروغ دیا اور ثقافتی لمحات تخلیق کیے۔

سات مرکزی کیٹیگریز میں جمع کروائی جانے والی تمام درخواستیں خودکار طور پر G.O.A.T کے لیے اہل تصور کی جائیں گی۔

ایوارڈز میں شمولیت کے لیے درخواست دینے کا مرحلہ بتاریخ 31 اکتوبر، 2025ء کو بند ہو جائے گا اور اس طرح ممکن شرکاء کو تیاری کے لیے وافر وقت ملے گا۔

ان ایوارڈز کے بارے میں ٹک ٹاک کے جنرل منیجر، گلوبل بزنس سولوشنز مڈل ایسٹ، ترکیہ، افریقہ، سینٹرل اینڈ ساؤتھ ایشیا شادی قندیل نے کہا: "گزشتہ برس دیکھی گئی شاندار تخلیقی صلاحیتوں کے بعد ہم 2025 کے لیے بھی ٹک ٹاک ایڈ ایوارڈز پیش کرنے پر پُرجوش ہیں جو ریاض میں منعقد ہوں گے۔ یہ ایوارڈز ایسے کام کا جشن منانے کے لیے ہیں جو محض اشتہار بازی سے آگے بڑھ کر ثقافتی لمحات تخلیق کرتے ہیں، خوشیاں بکھیرتے ہیں اور ٹھوس کاروباری نتائج فراہم کرتے ہیں۔ ہمیں اس سال METAP کے برانڈز اور ایجنسیوں کی جانب سے پیش کیے جانے والے جرات مندانہ اور اختراعی کام کا بے حد انتظار ہے۔"

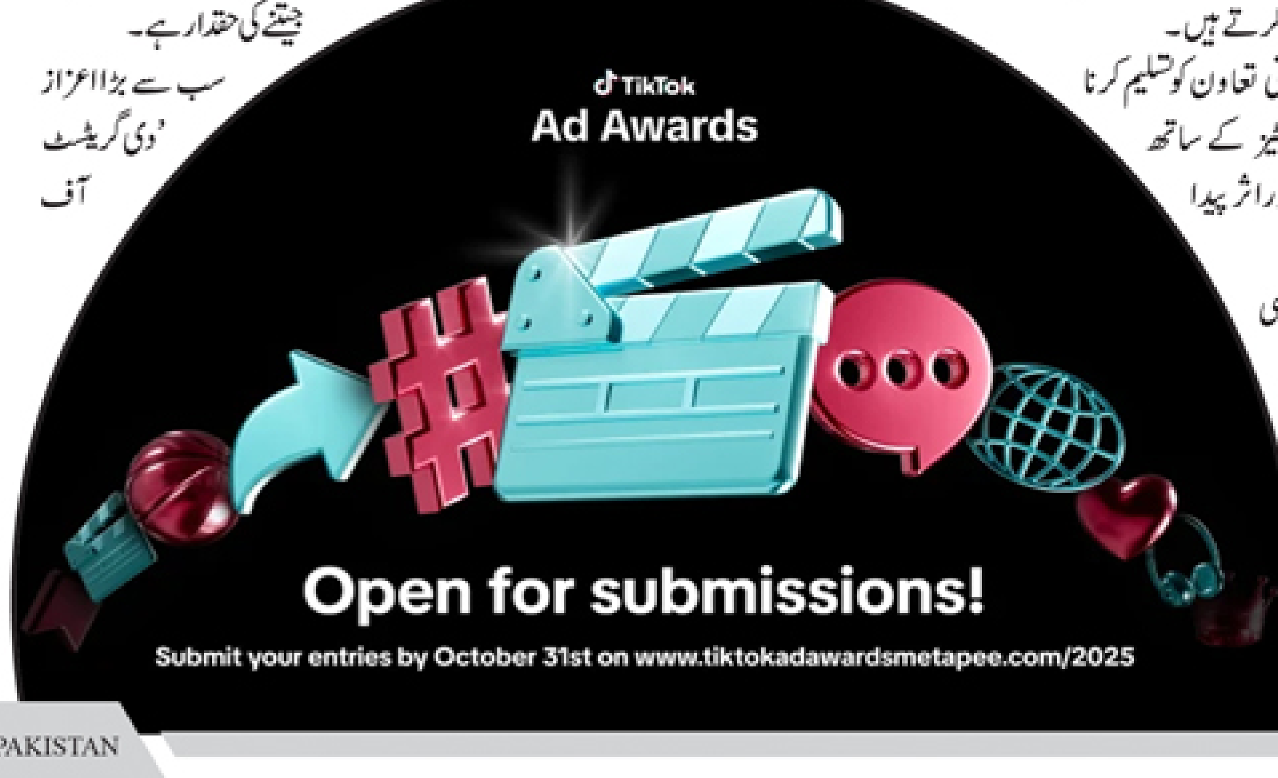

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

08 TO 14 SEPTEMBER, 2025 ☆☆☆ ۸ تا ۱۴ ستمبر ۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اور جن کو دلوں میں مرض ہے ان کے
حق میں خبث پر خبث زیادہ کیا اور
مرے بھی تو کافر کے کافر
سورۃ التوبہ 09- آیت نمبر 125

مجھے ہے حکم اذاں.................!

رواں مالی سال کے پہلے 2 ماہ میں تجارتی خسارے میں 29.01 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ وفاقی ادارہ شماریات کی رپورٹ کے مطابق جولائی اور اگست 2025 میں تجارتی خسارہ 6 ارب ڈالر سے تجاوز کر گیا۔ رپورٹ کے مطابق اگست میں سالانہ بنیاد پر تجارتی خسارہ 30.13 فیصد اضافے سے 2 ارب 86 کروڑ 80 لاکھ ڈالر رہا، اگست میں ماہانہ بنیادوں پر تجارتی خسارے میں 8.81 فیصد کمی ہوئی۔ وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق رواں مالی سال کے پہلے 2 ماہ میں درآمدات 14.23 فیصد بڑھ گئیں، جولائی اور اگست 2025 میں درآمدات کا حجم 11 ارب 11 کروڑ 50 لاکھ ڈالر رہا۔ اگست میں درآمدات 5 ارب 28 کروڑ 50 لاکھ ڈالر رہیں۔ رپورٹ کے مطابق جولائی اور اگست میں ملکی برآمدات میں 0.65 فیصد کا اضافہ ہوا، رواں مالی سال کے پہلے 2 ماہ برآمدات 5 ارب 10 کروڑ 20 لاکھ ڈالر رہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہےکہ اگست میں سالانہ بنیادوں پر برآمدات میں 12.49 فیصد کمی ہوئی، گزشتہ ماہ ماہانہ بنیادوں پر برآمدات میں 9.98 فیصد کی کمی ہوئی، اگست 2025 میں ملکی برآمدات کا حجم 2 ارب 41 کروڑ 70 لاکھ ڈالر رہا۔ عالمی بینک پاکستان کو رواں مالی سال مختلف منصوبوں کے لیے 2 ارب ڈالر سے زائد کا قرض فراہم کرے گا۔ اقتصادی امور ڈویژن کا کہنا ہے کہ عالمی بینک کی جانب سے قرض انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن اور انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن کے ذریعے دیا جائے گا۔ سرکاری دستاویز کے مطابق پاکستان میں عالمی بینک کی فنڈنگ کے ذریعے 57 مختلف منصوبوں پر کام جاری ہے، ان منصوبوں کی مجموعی لاگت 16.6 ارب ڈالر ہے، منصوبوں کا تعلق زراعت، پانی، توانائی، فنانس، ریونیو سے ہے۔ اقتصادی امور ڈویژن کا کہنا ہے عالمی بینک کی جانب سے جن منصوبوں کے لیے قرض فراہم کیا جائے گا ان میں مواصلات، دیہی وشہری ترقی، ہیومن کیپٹل، سوشل سروس اور گورننس کے منصوبے بھی شامل ہیں۔ دستاویز کے مطابق عالمی بینک گزشتہ 7 سال میں 11 ارب 84 کروڑ ڈالر فراہم کر چکا ہے، سب سے زیادہ 1.96 ارب ڈالر توانائی شعبے کے لیے دیئے گئے، آنے والے برسوں میں مختلف منصوبوں کے لیے مزید فنڈز دیئے جائیں گے۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق گزشتہ مالی سال میں ایک ارب 80 کروڑ ڈالر قرض دیا گیا جبکہ رواں مالی سال عالمی بینک کی جانب سے 2 ارب ڈالر سے زائد کا قرض فراہم کیا جائے گا۔ ادارہ شماریات نے مہنگائی سے متعلق ماہانہ رپورٹ جاری کردی۔ اگست 2025 میں مہنگائی وزارت خزانہ کے تخمینے سے کم رہی اور جولائی کے مقابلے اگست میں مہنگائی کی شرح 0.65 فیصد کم ریکارڈ ہوئی۔ اگست میں مہنگائی بڑھنے کی سالانہ شرح 2.99 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ وزارت خزانہ نے اگست کیلیے مہنگائی کا تخمینہ 4 سے 5 فیصد کے درمیان لگایا تھا۔ ادارہ شماریات کے مطابق جولائی اور اگست 2025 کے درمیان اوسط مہنگائی 3.53 فیصد رہی جبکہ جولائی 2025 میں مہنگائی بڑھنے کی سالانہ شرح 4.07 فیصد ریکارڈ کی گئی تھی۔ گزشتہ ماہ دیہات میں ماہانہ بنیادوں پر مہنگائی کی شرح 0.52 فیصد کم ہوئی، اگست میں شہروں میں مہنگائی میں 0.73 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ ماہ دیہات میں مہنگائی کی سالانہ شرح 2.43 فیصد اور اگست میں شہروں میں سالانہ شرح 3.38 فیصد رہی۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

PAGE 04

آٹے کا بحران: حقائق افسانے اور مستقبل کے خدشات

PAGE 07

چین میں توہم پرستی اور ٹیکنالوجی کا امتزاج

PAGE 05

آٹو فنانسنگ میں مسلسل اضافہ: شرح سود میں کمی اور صارفین کے اعتماد میں بہتری

PAGE 09

سونے اور زیورات کی برآمدی صنعت بحران کا شکار

PAGE 06

پاکستانی بینکنگ سیکٹر کی شاندار کارکردگی: 2025 کی دوسری سہ ماہی کا تجزیہ

PAGE 11

اسٹیٹ بینک کا نیا آن لائن رپورٹنگ سسٹم

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس رابعہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

کنزیومرواچ رپورٹ

پاکستان میں گندم اور آٹے کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ نہ صرف روزمرہ زندگی کو متاثر کر رہا ہے بلکہ معیشت اور زرعی پالیسیوں کی خامیوں کو بھی بے نقاب کر رہا ہے۔ کراچی کی ہول سیل منڈی میں

اصل پیداوار تقریباً 2 کروڑ 90 لاکھ سے 3 کروڑ ٹن کے درمیان رہی۔

اس میں سے 30 سے 40 لاکھ ٹن مویشیوں کے چارے کے طور پر استعمال ہو چکی ہے۔

یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ پالیسی سازوں کے

زرعی بحران اور معیشت پر اثرات

پاکستان کی معیشت کا بڑا انحصار زراعت پر ہے، لیکن مالی سال 2025 میں اس شعبے کی کارکردگی انتہائی مایوس کن رہی۔

زرعی ترقی کی شرح 0.6 فیصد رہی (گزشتہ

مسئلہ محض وقتی نہیں بلکہ زرعی پالیسیوں کی کمزوری اور طویل مدتی

آٹے کا بحران: حقائق، افسانے اور مستقبل کے خدشات

گندم اور آٹے کی قیمتوں کا اچانک بڑھ جانا ایک ایسا اشارہ ہے جو ملک کی غذائی سلامتی اور پالیسی سازی کے سنگین مسائل کو اجاگر کرتا ہے۔

قیمتوں میں تیزی: اعداد و شمار کیا کہتے ہیں؟

گزشتہ چند ماہ میں گندم اور آٹے کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا۔

جولائی میں گندم 62 روپے فی کلو دستیاب تھی جو اب 90 روپے فی کلو تک جا پہنچی ہے۔

ڈھائی نمبر آٹا 97 روپے اور فائن آٹا 103 روپے فی کلو تک پہنچ گیا۔

چکی کا آٹا 110 سے 135 روپے فی کلو بیچا جا رہا ہے۔

10 کلو گندم کا تھیلا 640 سے بڑھ کر 794 روپے کا ہو گیا۔

20 کلو آٹے کا تھیلا 1700 سے 2100 روپے تک جا پہنچا۔

یہ اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ گندم اور آٹے کی قیمتیں محض موسمی اتار چڑھاؤ نہیں بلکہ ایک گہرے بحران کی نشاندہی کر رہی ہیں۔

حکومت کے دعوے اور ماہرین کی تشویش

وفاقی وزیر غذائی تحفظ رانا تنویر حسین کے مطابق ملک میں 3 کروڑ 34 لاکھ ٹن گندم موجود ہے، جو ضرورت کے برابر ہے۔ ان کے بقول درآمد کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن مارکیٹ ماہرین اس دعوے سے اتفاق نہیں کرتے۔

کراچی ہول سیلرز گروسری ایسوسی ایشن کے چیئرمین رؤف ابراہیم کے مطابق:

حکومت کے اعداد و شمار میں پچھلے سال کا 4 سے 5 لاکھ ٹن اسٹاک بھی شامل ہے۔

اعداد و شمار اور مارکیٹ کے زمینی حقائق میں نمایاں فرق ہے۔

آزاد منڈی پالیسی اور اس کے نتائج

حکومت نے فلور ملوں کے لیے گندم کی خریداری بند کر دی اور سبسڈی بھی ختم کر دی۔ بظاہر اس کا مقصد مارکیٹ کو آزاد کرنا تھا، لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔

ذخیرہ اندوزوں اور فلور مل

مالکان کو فائدہ ہوا۔

صارفین کے لیے قیمتیں بے قابو ہو گئیں۔

کسانوں کو بھی نقصان ہوا کیونکہ انہوں نے 2200 روپے فی 40 کلو پر گندم بیچی اور اب قیمتیں بڑھنے کے باوجود ان کو فائدہ نہیں مل رہا۔

یہ صورتحال واضح کرتی ہے کہ آزاد منڈی کی پالیسی بغیر ریگولیشن کے صارفین اور کاشتکار دونوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

سال 6.4 فیصد تھی)۔

بڑی فصلوں کی پیداوار میں 13.5 فیصد کمی آئی۔

گندم کی پیداوار 9 فیصد کم ہوئی۔

اسٹیٹ بینک کے مطابق رواں سال مزید 11 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی کیونکہ کم منافع کے باعث کسانوں نے بوائی کم کی۔

یہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ

غفلت کا نتیجہ ہے۔

صارفین پر براہ راست بوجھ

مہنگائی کے اس طوفان نے سب سے زیادہ متاثر عام آدمی کو کیا ہے۔

روٹی اور نان کی قیمتیں بڑھنے سے غریب طبقے کے لیے دو وقت کی روٹی بھی مشکل ہو جائے گی۔

پاکستانی صارفین اپنی آمدنی کا بڑا حصہ خوراک پر خرچ کرتے ہیں، اس لیے آٹے کی مہنگائی باقی اخراجات کو بھی متاثر کرتی ہے۔

متوسط اور نچلے طبقے کے لیے یہ صورتحال سماجی بے چینی کا باعث بن سکتی ہے۔

کیا قیمتوں میں اضافہ کسانوں کے لیے مثبت ہوگا؟

کچھ تجزیہ کاروں کے مطابق، اگرچہ صارفین اس وقت مہنگائی کی شدید مار سہہ رہے ہیں، لیکن بلند قیمتیں آئندہ ربیع سیزن میں کسانوں کو زیادہ کاشت پر آمادہ کر سکتی ہیں۔

گزشتہ برس کم منافع کے باعث کسانوں نے گندم کی بوائی کم کی تھی۔ اگر حکومت منڈی کو ریگولیٹ کرے اور کسانوں کو منافع بخش قیمت کی یقین دہانی کرائے تو زیادہ پیداوار ممکن ہے۔

اس تناظر میں موجودہ بحران ایک موقع بھی بن سکتا ہے۔

مستقبل کے خدشات اور حل

خدشات:

آٹا 200 روپے فی کلو سے تجاوز کر سکتا ہے۔

اگر درآمد میں تاخیر ہوئی تو ذخائر مزید دباؤ میں آئیں گے۔

مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ سماجی مسائل کو بڑھا سکتا ہے۔

ممکنہ حل:

مارکیٹ ریگولیشن: ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی اور قیمتوں پر کنٹرول۔

کاشتکاروں کے لیے پالیسی سپورٹ: منافع بخش قیمت کی ضمانت تاکہ وہ زیادہ کاشت کریں۔

زرعی اصلاحات: بہتر بیج، پانی کی دستیابی اور سبسڈی کے ذریعے پیداوار میں اضافہ۔

درآمد کا بروقت فیصلہ: اگر ذخائر ناکافی ہیں تو فوری درآمد تاکہ بحران مزید نہ بڑھے۔

کراچی کی منڈی میں گندم اور آٹے کی بڑھتی قیمتیں محض مقامی مسئلہ نہیں بلکہ قومی سطح پر زرعی اور معاشی پالیسیوں کی ناکامی کا عکس ہیں۔

حکومت اگر محض اعداد و شمار کے سہانے جادو پر انحصار کرتی رہی تو عوام کو روٹی مزید مہنگی پڑے گی۔ لیکن اگر یہ بحران اصلاحات اور درست سمت میں اقدامات کا پیش خیمہ بنے تو گندم کی پیداوار میں اضافہ اور مستقبل کی غذائی سلامتی ممکن ہے۔

شرح سود میں کمی اور صارفین کے اعتماد میں بہتری

آٹو فنانسنگ میں مسلسل اضافہ

جولائی میں قرضے بڑھ کر 285 ارب 60 کروڑ روپے تک پہنچ گئے

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان میں گاڑیوں کی خریداری کے لیے لیے گئے قرضوں (آٹو فنانسنگ) میں مسلسل اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ جولائی 2025 میں آٹو فنانسنگ بڑھ کر 285 ارب 60 کروڑ روپے تک پہنچ گئی، جو جون میں 276 ارب 60 کروڑ روپے تھی۔ یہ مسلسل آٹھواں مہینہ ہے جب اس شعبے میں مثبت رجحان دیکھنے کو ملا ہے۔

رپورٹ کے مطابق اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) کے جاری کردہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ اگرچہ یہ اضافہ حوصلہ افزا ہے، لیکن موجودہ سطح اب بھی جون 2022 میں ریکارڈ کیے گئے 368 ارب روپے کی بلند ترین سطح سے کم ہے۔

شرح سود میں کمی: اہم ترین محرک

ماہرین کے مطابق آٹو فنانسنگ میں بہتری کی سب سے بڑی وجہ شرح سود میں نمایاں کمی ہے۔

جون 2024 میں قرض پر شرح سود 22 فیصد تھی، جبکہ جولائی 2025 میں یہ کم ہو کر 11 فیصد رہ گئی۔ کم شرح سود نے نہ صرف صارفین کا اعتماد بحال کیا بلکہ کاروں کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کو بھی جزوی طور پر کم کرنے میں مدد دی۔

کاروں کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ یکم جولائی 2025 سے نافذ ہونے والے نئے انرجی وہیکل (NEV) ایڈاپشن لیوی کے باعث ہوا تھا، تاہم کم شرح سود نے صارفین کے لیے قرض پر گاڑی خریدنے کا بوجھ ہلکا کیا۔

ماہرین کی آراء: مستقبل کا رجحان کیا ہوگا؟

پاک-کویت انویسٹمنٹ کمپنی کے ہیڈ آف ریسرچ سمیع اللہ طارق کے مطابق اگر اسٹیٹ بینک آئندہ مانیٹری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) اجلاس میں موجودہ شرح سود کو برقرار رکھتا ہے تو آٹو فنانسنگ کا رجحان مزید بڑھ سکتا ہے۔

اسی رائے کا اظہار ٹاپ لائن سیکیورٹیز کے چیف ایگزیکٹو آفیسر محمد سہیل نے بھی کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ مستحکم معاشی حالات اور کاروں کی بڑھتی ہوئی فروخت فنانسنگ کے مزید مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔

چیلنجز: پالیسیوں میں عدم تسلسل اور روپے، ڈالر کی غیر یقینی صورتحال

تاہم، آٹو سیکٹر کے معروف ماہر مشہود علی خان نے خبردار کیا ہے کہ غیر مستقل حکومتی پالیسیاں صنعتی اعتماد کو متاثر کر رہی ہیں۔

اگرچہ کم شرح سود کار فنانسنگ کے لیے مثبت ہے، لیکن مہنگائی کا دباؤ، روپے-ڈالر کے تبادلے میں غیر یقینی صورتحال اور زرمبادلہ کے کم ذخائر مستقبل کے لیے بڑے خطرات ہیں۔

ان کے مطابق روپیہ اس وقت نسبتاً مستحکم ہے، مگر بڑھتی ہوئی درآمدات آنے والے مہینوں میں کرنسی پر دباؤ ڈال سکتی ہیں۔

آٹو اسمبلرز کے خدشات: قرض کی حد سب سے بڑی رکاوٹ

مختلف آٹو اسمبلرز کا ماننا ہے کہ موجودہ 11 فیصد شرح سود نے طلب کو سہارا دیا ہے، لیکن قرض کی زیادہ سے زیادہ حد ایک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اس وقت آٹو لونز پر 30 لاکھ روپے کی حد مقرر ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر یہ حد بڑھا کر 60 لاکھ روپے کر دی جائے تو فنانسنگ میں مزید اضافہ ممکن ہے۔

کار لیزنگ کی مشکلات

گاڑیوں کی لیزنگ کے حوالے سے بھی کئی مشکلات سامنے آ رہی ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں ہیں:

30 فیصد ڈاؤن پیمنٹ کی شرط

مختصر ادائیگی کی مدت:

1000 سی سی تک گاڑیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ 5 سال

چھوٹی گاڑیوں کے لیے صرف 3 سال

ان سخت شرائط کے باوجود جولائی میں گاڑیوں کی فروخت مضبوط رہی، جسے ماہرین صارفین کے بڑھتے ہوئے اعتماد اور شرح سود میں کمی کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔

فروخت میں نمایاں اضافہ: سال بہ سال 28 فیصد گروتھ

اعداد و شمار کے مطابق جولائی 2025 میں:

کاروں، پک اپس، ایس یو ویز اور وینز کی فروخت 11 ہزار 34 یونٹس تک پہنچ گئی، جو گزشتہ سال کے مقابلے میں 28 فیصد زیادہ ہے۔

مالی سال 2025 کی کارکردگی

مالی سال 2025 کے ابتدائی سات ماہ میں گاڑیوں کی مجموعی فروخت بھی غیر معمولی رہی:

1,48,023 یونٹس فروخت ہوئیں،

جو مالی سال 2024 کے دوران فروخت ہونے والی 1,03,829 یونٹس کے مقابلے میں 43 فیصد زیادہ ہیں۔

یہ اضافہ کئی عوامل کا نتیجہ ہے جن میں شامل ہیں:

گاڑیوں کے ماڈلز اور اقسام میں زیادہ تنوع

مہنگائی کی شرح میں کمی

قرض کی سہولت میں بہتری

صارفین اور مارکیٹ پر اثرات

مارکیٹ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ شرح سود میں کمی اور قرضوں کی دستیابی نے مڈل کلاس صارفین کو زیادہ فائدہ دیا ہے۔

اس سے نہ صرف گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ ہوا بلکہ آٹو انڈسٹری سے جڑے شعبوں، جیسے پرزہ جات، آٹو پارٹس اور ڈیلرشپ نیٹ ورک کو بھی سہارا ملا ہے۔

پاکستان میں آٹو فنانسنگ کا بڑھتا ہوا رجحان اس بات کی علامت ہے کہ صارفین کا اعتماد بحال ہو رہا ہے اور معیشت میں بہتری کے آثار نمایاں ہیں۔

تاہم، اس مثبت رجحان کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ:

شرح سود کو مستحکم رکھا جائے، پالیسیوں میں تسلسل یقینی بنایا جائے، روپے-ڈالر میں غیر یقینی صورتحال پر قابو پایا جائے۔

اگر حکومت اور اسٹیٹ بینک نے یہ اقدامات کیے تو آٹو سیکٹر مستقبل میں بھی معیشت کی بحالی میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

پاکستانی بینکنگ سیکٹر کی شاندار کارکردگی
2025 کی دوسری سہ ماہی کا تجزیہ

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان کے بینکنگ سیکٹر نے 2025 کی دوسری سہ ماہی میں متاثر کن مالی نتائج ریکارڈ کروائے ہیں۔ ٹاپ لائن سیکیورٹیز کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے لسٹڈ بینکوں نے اپریل تا جون 2025 کے دوران مجموعی طور پر 168 ارب روپے کا بعد از ٹیکس منافع کمایا۔ یہ منافع گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 22 فیصد زیادہ رہا، تاہم پہلی سہ ماہی 2025 کے مقابلے میں 3 فیصد کمی دیکھی گئی۔ یہ صورتحال ظاہر کرتی ہے کہ مجموعی طور پر بینکاری شعبہ منافع کے اعتبار سے

مستحکم ہے، لیکن سہ ماہی بنیاد پر شرح نمو میں معمولی کمی واقع ہوئی ہے۔

خالص سودی آمدن میں اضافہ

بینکنگ سیکٹر کی خالص سودی آمدن (NII) سال بہ سال 19 فیصد بڑھ کر ایک نئی بلندی پر جا پہنچی۔ اس اضافے میں سب سے نمایاں کردار یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ (UBL) نے ادا کیا جس کی این آئی آئی 213 فیصد کے غیر معمولی اضافے کے ساتھ 91 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ یہ اضافہ سودی مارجن کے بہتر ہونے اور اثاثہ جاتی پورٹ فولیو کے مؤثر انتظام کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح نیشنل بینک آف پاکستان (NBP) کی خالص سودی آمدن میں 42 فیصد اضافہ ہوا اور یہ 61 ارب روپے تک پہنچ گئی، جب کہ بینک آف پنجاب (BOP) کی این آئی آئی 158 فیصد اضافے کے ساتھ 21 ارب روپے رہی۔ اگر ان تین بڑے بینکوں کو تجزیے سے نکال دیا جائے تو باقی شعبے کی این آئی آئی سال بہ سال 2 فیصد کم رہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی سیکٹر کی بہتری زیادہ تر بڑے بینکوں کی کارکردگی کی مرہونِ منت ہے۔

سہ ماہی بنیاد پر این آئی آئی تقریباً مستحکم رہی، کیونکہ کچھ بینکوں کی آمدن بڑھی تو بعض میں کمی بھی واقع ہوئی۔

نان انٹرسٹ انکم کی کارکردگی

بینکوں کی نان انٹرسٹ انکم بھی بہتر رہی۔ سال بہ سال یہ آمدن 12 فیصد اور سہ ماہی بنیاد پر 9 فیصد بڑھ کر 144 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ اس اضافے میں سب سے زیادہ کردار فیس اور کمیشن کی آمدن، ساتھ ہی سرمایہ جاتی منافع کا تھا۔ یہ رجحان ظاہر کرتا ہے کہ بینک اپنے روایتی سودی ذرائع کے ساتھ ساتھ دیگر مالیاتی ذرائع پر بھی توجہ دے رہے ہیں۔

بینکوں کے انفرادی منافع

2025 کی دوسری سہ ماہی میں انفرادی بینکوں کی کارکردگی بھی نمایاں رہی۔ سب سے زیادہ سہ ماہی منافع یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ نے کمایا، جس کا منافع 28 ارب 60 کروڑ روپے رہا۔ اس کے بعد:

میزان بینک: 24 ارب 70 کروڑ روپے
نیشنل بینک آف پاکستان: 20 ارب 90 کروڑ روپے
حبیب بینک لمیٹڈ (HBL): 17 ارب 80 کروڑ روپے
ایم سی بی بینک: 14 ارب 60 کروڑ روپے

یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ روایتی بڑے بینکوں کے ساتھ اسلامی بینکاری کے شعبے میں بھی نمایاں ترقی ہو رہی ہے، جس کی بہترین مثال میزان بینک ہے۔

این آئی آئی میں نمایاں اضافے والے بینک

سال بہ سال این آئی آئی میں سب سے زیادہ اضافہ درج ذیل بینکوں نے ریکارڈ کیا:

یو بی ایل: 213 فیصد
بی او پی: 158 فیصد
عسکری بینک: 68 فیصد
این بی پی: 42 فیصد

سہ ماہی بنیاد پر بھی کئی بینک نمایاں رہے، جن میں بی او پی 37.9 فیصد اضافے کے ساتھ سب سے آگے رہا۔ اس کے بعد یو بی ایل 8.3 فیصد، اے بی ایل 3.6 فیصد، میزان بینک 3.5 فیصد اور بینک الفلاح 3.5 فیصد اضافے کے ساتھ نمایاں دکھائی دیے۔

ڈیویڈنڈ پالیسی اور شیئر ہولڈرز کا اعتماد

بینکنگ سیکٹر کی مضبوط کارکردگی کے نتیجے میں زیادہ تر بینکوں نے اپنے شیئر ہولڈرز کو ڈیویڈنڈ جاری رکھا۔ عسکری بینک اور بینک آف خیبر نے بھی عبوری ڈیویڈنڈ کا اعلان کیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ شعبہ مالی طور پر مستحکم ہے اور مستقبل میں بھی سرمایہ کاروں کے اعتماد کو برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

نیشنل بینک آف پاکستان کی ششماہی کارکردگی

نیشنل بینک آف پاکستان نے 2025 کی پہلی ششماہی میں شاندار نتائج دیے۔ اس کی کل آمدن 58 فیصد بڑھ کر 157 ارب 10 کروڑ روپے ہوگئی، جو گزشتہ سال کی اسی مدت میں 99 ارب 20 کروڑ روپے تھی۔ تاہم شرح سود میں کمی کی وجہ سے بینک کی سودی آمدن 27.4 فیصد کم ہو کر 411 ارب روپے پر آ گئی۔

اہم پہلو یہ ہے کہ این بی پی نے فی شیئر 8 روپے (80 فیصد) ڈیویڈنڈ کا اعلان کیا، جو ادائیگیوں کی بحالی ہے اور مارکیٹ نے اس اقدام کو مثبت انداز میں سراہا۔ اس فیصلے سے یہ پیغام ملتا ہے کہ بینک اپنے شیئر ہولڈرز کو منافع دینے کے ساتھ ساتھ سرمائے کی پائیداری پر بھی توجہ دے رہا ہے۔

این بی پی کی مارکیٹ کیپٹلائزیشن بھی ایک ارب ڈالر سے تجاوز کر گئی، جو بینک کی مستحکم پوزیشن کی عکاسی کرتا ہے۔

بینک آف پنجاب کی شاندار تاریخ ساز کارکردگی

بینک آف پنجاب (BOP) نے بھی 2025 میں تاریخ ساز نتائج ریکارڈ کروائے۔ اس کے بورڈ نے پہلی ششماہی کے غیر آڈٹ شدہ نتائج جاری کیے جن کے مطابق بینک کا آپریٹنگ منافع 278 فیصد بڑھ کر 15 ارب 52 کروڑ روپے تک جا پہنچا، حالانکہ مجموعی شعبے میں مارجن دباؤ کا شکار تھے۔

بینک آف پنجاب نے اپنی تاریخ میں پہلی بار عبوری کیش ڈیویڈنڈ 10 فیصد (فی شیئر ایک روپیہ) کا اعلان کیا۔ اس کے علاوہ این ا?ئی ا?ئی بھی 116 فیصد بڑھ کر 35 ارب 80 کروڑ روپے ہوگئی۔ یہ کارکردگی ظاہر کرتی ہے کہ بی او پی اپنی بنیاد کو مضبوط کر رہا ہے اور سرمایہ کاروں کا اعتماد حاصل کر رہا ہے۔

مستقبل کا منظرنامہ

پاکستانی بینکنگ سیکٹر کی موجودہ کارکردگی کئی مثبت پہلو اجاگر کرتی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ بڑے بینکوں نے سودی آمدن اور نان سودی ذرائع میں نمایاں اضافہ کیا ہے، جس نے مجموعی منافع کو سہارا دیا۔ ڈیویڈنڈ پالیسیز کا تسلسل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بینک سرمایہ کاروں کو ریٹرن دینے کے لیے پُرعزم ہیں۔

تاہم شرح سود میں ممکنہ کمی کے اثرات آئندہ سہ ماہیوں میں زیادہ نمایاں ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں بینکوں کو نان انٹرسٹ انکم کے ذرائع کو مزید بڑھانا ہوگا تاکہ پائیدار نمو برقرار رہے۔

اسلامی بینکاری کے بڑھتے ہوئے رجحان کے تناظر میں میزان بینک کی کارکردگی ایک واضح مثال ہے کہ مارکیٹ میں اس شعبے کی گنجائش بڑھ رہی ہے۔ ساتھ ہی، بینک آف پنجاب جیسے صوبائی سطح کے بینکوں کی ترقی اس بات کی دلیل ہے کہ اگر انتظامیہ درست حکمت عملی اختیار کرے تو یہ ادارے بھی قومی سطح پر اپنی شناخت بنا سکتے ہیں۔

2025 کی دوسری سہ ماہی کے نتائج یہ ثابت کرتے ہیں کہ پاکستانی بینکنگ سیکٹر نہ صرف داخلی طور پر مستحکم ہے بلکہ سرمایہ کاروں کے اعتماد کو برقرار رکھنے کی بھرپور صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ یونائیٹڈ بینک، نیشنل بینک اور بینک آف پنجاب جیسے اداروں کی شاندار کارکردگی مجموعی سیکٹر کو آگے بڑھا رہی ہے۔ اگرچہ شرح سود میں کمی سے مستقبل میں چیلنجز کا سامنا ہو سکتا ہے، لیکن نان سودی آمدن، اسلامی بینکاری اور مضبوط ڈیویڈنڈ پالیسیز اس شعبے کو ایک متوازن اور مستحکم راستے پر گامزن رکھیں گی۔

Over 180K Followers on social media now shining in print too

چین میں توہم پرستی اور ٹیکنالوجی کا امتزاج

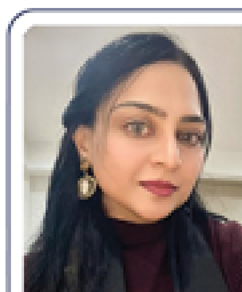

نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

کبھی کبھی لگتا ہے کہ چین کی فضا میں کوئی ان دیکھے ساز کی دھیمی دھن بکھری ہے۔ سحر کے وقت جب میں کھڑکی کے پردے سرکاتی ہوں تو دور تک پھیلی عمارتیں دھند کے نرم دوپٹے میں لپٹی دکھائی دیتی ہیں۔ نیچے سڑک پر دوڑتی بائیکس کی قطار، رنگین چھتریاں تھامے لوگ، اوران کے قدموں کی چاپ میں ایک عجیب سا یقین... جیسے سب کے پیچھے قسمت کا کوئی پوشیدہ ہاتھ ہے۔ اس ملک کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خوش بختی اور نحوست محض الفاظ نہیں، یہ تو رنگوں، اعداد اور علامتوں کی صورت میں روزمرہ زندگی میں سانس لیتے ہیں۔

مجھے پہلا تعجب اُس دن ہوا جب ہوٹل کی لفٹ کا بٹن دبایا۔ تین کے بعد چار کا بٹن ہی غائب تھا۔ ایک لمحے کو لگا جیسے انجینئر بھول گئے ہوں، مگر جب مختلف عمارتوں میں یہی دیکھا تو راز کھلا کہ یہ انجینئرنگ نہیں، عقیدے کی انجینئرنگ ہے۔

چینی دوست نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا ''چار ہمارے ہاں موت کی بازگشت ہے۔''

اُس لمحے مجھے یوں لگا جیسے کسی نے عام سے ہندسے کو کفن اوڑھا دیا ہو۔ یہاں لوگ اس خوف کو اتنی شدت سے مانتے ہیں کہ بڑے سے بڑا ہسپتال اور بلند ترین ہوٹل بھی ''چوتھی منزل'' کو اپنے نقشے سے مٹا دیتے ہیں۔ شاید یہ انسان کا ازلی خوف ہے موت کی یاد کو اپنے دروازے پر نہ آنے دینا۔

اگر ''چار'' ان کے دل میں موت کا سایہ ہے تو ''آٹھ'' خوش بختی کا سورج ہے۔ ایک ہی ہندسہ، لیکن ایسا ہندسہ جس پر لوگوں کا ایمان قائم ہے۔

بیجنگ کی مارکیٹ میں ایک صاحب فخر سے اپنی گاڑی کی نمبر پلیٹ دکھا رہے تھے جس پر ''888'' درج تھا۔ کسی نے ہنستے ہوئے کہا ''یہ تو بس نمبرز ہیں۔''

وہ فوراً بولے: ''نہیں، یہ خوشحالی کا راز ہے۔ اس کے لیے میں نے دگنی قیمت دی ہے۔''

میں حیران تھی کہ ایک ہندسہ کیسے دل کو اتنی طاقت دے دیتا ہے۔ فون نمبرز، دکانوں کے پتے، حتیٰ کہ شادی کی تاریخیں بھی لوگ آٹھ پر رکھتے ہیں۔ اور یہی نہیں، بیجنگ اولمپکس کا افتتاح بھی آٹھ اگست 2008 کو رات آٹھ بج کر آٹھ منٹ پر کیا گیا۔ جیسے پورا ملک ایک ہندسے کے سہارے خواب دیکھ رہا ہو۔

> قدیم عقائد کی دھند اور جدید سائنسی خوابوں کے سنگم پر کھڑا چین، جہاں ایک طرف لوگ نمبر 4 اور آئینے کے ٹوٹنے سے ڈرتے ہیں اور دوسری طرف دماغ کی لہروں سے روبوٹ کو حرکت دینے کے تجربات کر رہے ہیں۔

چین میں جہاں نمبر ۴ کو منحوس سمجھا جاتا ہے، وہیں سرخ رنگ خوش بختی اور جشن کی علامت مانا جاتا ہے۔

چین کے تہواروں میں سرخ رنگ ایک طوفان کی طرح امڈ آتا ہے۔ گلیوں کے دروازوں پر سرخ کاغذی جھنڈیاں، فضا میں لٹکتی سرخ لالٹینیں، اور ننھے بچے اپنے ہاتھوں میں سرخ لفافے لیے بھاگتے ہیں۔

یہ رنگ صرف خوشی نہیں، بلکہ بدقسمتی کے اندھیروں کو دور کرنے کا یقین ہے۔ چینی دلہن سفید نہیں بلکہ سرخ لباس پہنتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ اپنی ہنسی اور خوابوں کے ساتھ قسمت کے چراغ بھی پہن لیتی ہے۔

مجھے اپنی سرزمین یاد آتی ہے جہاں دلہن کا سرخ دوپٹہ اور چوڑیاں ہی خوشی کی علامت ہیں، مگر یہاں تو پورا سماج سرخ رنگ کو ایک اجتماعی دعا کی طرح اوڑھ لیتا ہے۔

اگر سرخ خوشی کی زبان ہے تو ڈریگن طاقت اور قسمت کی علامت ہے۔ میں نے پہلی بار ڈریگن ڈانس دیکھا تو یوں لگا جیسے آسمان کی بجلی زمین پر اتر آئی ہو۔ لمبے کپڑے کے نیچے چھپے نوجوان، تالیوں کی گونج، ڈھول کی تھاپ اور ڈریگن کا رقص یہ منظر کسی طلسمی کتاب کے ورق کی مانند تھا۔ یہاں ڈریگن کا ناچ خوشی اور قوت کی لہر پھیلا دیتا ہے۔ یہ نہ خوف ہے نہ مذہب، بلکہ محض ایک علامت ہے کہ زندگی کا جشن کبھی رُکنا نہیں چاہیے۔

میں نے کراچی کی سڑکوں پر دیکھا تھا لوگ آوارہ گردی کرتے ہوئے رات گئے سیٹیاں بجاتے تھے، لیکن یہاں چین میں خاص طور پر اس بات کو منع کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں اگر کوئی سیٹی بجاتا ہے تو وہ آواز بدروحوں کو دعوت دیتا ہے۔ مجھے لگا یہ کوئی بچوں کو ڈرانے کے لیے کہانی ہو گی، مگر جب ایک مقامی دوست نے نہایت سنجیدگی سے کہا کہ ''رات کی سیٹی سے دروازے کھل جاتے ہیں''، تو میرے بدن میں ہلکی سی کپکپی دوڑ گئی۔

جس طرح رات کی خاموشی میں سیٹی بجانا بدروحوں کو پکارنے کے مترادف مانا جاتا ہے، ویسے ہی چین میں آئینہ ٹوٹنا قسمت کی لکیر میں دراڑ پڑنے جیسا شگون سمجھا جاتا ہے۔

آئینہ جو حسن دکھاتا ہے، روشنی بکھیرتا ہے، حقیقت کو منعکس کرتا ہے۔ یہاں اس کے ٹوٹنے کو برا شگون سمجھا جاتا ہے۔ میں نے جب اپنی میز پر رکھا چھوٹا سا آئینہ گرنے سے ٹوٹتے دیکھا تو ایک چینی دوست نے فوراً کہا: ''اب سات دن اچھے نہیں گزریں گے۔'' مجھے یاد آیا کہ مغرب میں بھی یہی عقیدہ ہے۔ شاید آئینہ ٹوٹنا ہر تہذیب میں ایک ہی تاثر چھوڑتا ہے کہ جیسے قسمت کی لکیر میں دراڑ پڑ گئی ہو۔

یہاں تحائف دینا اور لینا بھی ایک باریک ریشمی دھاگے پر چلنے جیسا ہے۔ گھڑی تحفے میں دینا بالکل منع ہے، کیونکہ ''گھڑی دینا'' کا مطلب چینی زبان میں ''آخری رسومات'' کے مترادف ہے۔ اسی طرح جوتے تحفے میں دینا تعلق ٹوٹنے کی علامت مانا جاتا ہے۔ سفید پھول یا سفید کپڑے خوشی کے موقع پر دینا تو جیسے کسی کو موت کی یاد دلانے کے برابر ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ شادی بیاہ یا جشن میں سب سرخ رنگ کے تحفے دیتے ہیں کیونکہ یہاں سرخ خوشی اور خوش بختی کا رنگ ہے، اور سفید سوگ کا۔ یہ تضاد میرے لیے عجیب اور باعث تعجب تھا۔

ایک دن کھانے کی میز پر میں نے بے دھیانی میں (چاپ اسٹکس) سیدھی چاولوں کے کٹورے میں گاڑ دیں۔ میز پر خاموشی چھا گئی، سب نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ عمل مردوں کی روح کے لیے بخور جلانے جیسا ہے، اس لیے یہ بدشگونی اور بے ادبی مانی جاتی ہے۔ چھوٹی سی حرکت اور اس کے پیچھے اتنا بڑا معنوی بوجھ، مجھے حیران کر گیا۔

یہاں الو کو بھی موت کی علامت مانا جاتا ہے اور بلی، خاص طور پر کالی بلی، راستہ کاٹ جائے تو لوگ

Over 180K Followers on social media now shining in print too

رک جاتے ہیں۔ بالکل ہمارے دیس کی طرح۔ یوں لگا جیسے دو تہذیبیں سمندر کے فاصلے کے باوجود ایک ہی طرح کے خوف اپنے دل میں سنبھالے ہوئے ہیں۔

چین کی یہ سب روایات اور عقائد دیکھ کر میرا دل کہتا ہے کہ انسان کتنا ہی آگے بڑھ جائے، کتنا ہی دماغ اور مشین کو ملا دے، لیکن دل کے کسی کونے میں وہی پرانے خوف زندہ رہتے ہیں۔ نمبر۴ سے ڈرنے والے اسی زمین پر دماغ سے روبوٹ کنٹرول کرتے ہیں۔ رات کی سیٹی سے بچنے والے اسی آسمان کے نیچے خلا کے خواب دیکھتے ہیں۔

مگر فرق یہ ہے کہ پرانی نسل کے دل میں خوف ہے اور نئی نسل کے دل میں سوال۔ بزرگ ان کہانیوں کو جیتے ہیں، اور نوجوان انہیں محض مسکراہٹ کے ساتھ سنتے ہیں۔ شاید یہی تضاد انسان کو مکمل بناتا ہے۔ کچھ حصے اندھیرے سے جڑے ہیں اور کچھ روشنی سے۔ کچھ ماضی کے تعویذ ہیں اور کچھ مستقبل کے چراغ۔ اور میں، ایک مسافر کی طرح، ان دونوں جہانوں کے بیچ کھڑی ہوں حیران بھی، مسرور بھی۔

چین کی گلیوں میں چلتے ہوئے میں نے جانا کہ یہاں ہر ہندسہ، ہر رنگ اور ہر علامت ایک کہانی سناتی ہے۔ کہیں خوف کی سرگوشی ہے، کہیں اُمید کا ترانہ اور میں سوچتی ہوں، خوش قسمتی آخر کہاں چھپی ہے؟ کیا واقعی یہ سب اعداد اور رنگوں کی کرشمہ سازی ہے یا پھر انسان کے دل کی وہ دعا جو کسی نہ کسی بہانے سے زندگی کو سہارا دیتی ہے؟

شاید خوش قسمتی کوئی بیرونی طاقت نہیں، بلکہ دل کا یقین ہے۔ اور یہی یقین ہے جو چین کی گلیوں کو بھی روشن رکھتا ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انہی گلیوں اور انہی عمارتوں میں جہاں بزرگ نمبر چار اور آئینے کے ٹوٹنے کو نحوست مانتے ہیں، وہیں انہی کے بچے اور نواسے لیبارٹریوں میں بیٹھ کر دماغ اور مشین کی سرگرمیوں پر کام کر رہے ہیں۔ کوئی برقی لہروں کے ذریعے سوچوں کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہے، کوئی محض ایک ہی خیال سے روبوٹ کو حرکت دے رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ایک ہی ملک دو زمانوں کو ساتھ لیے چل رہا ہے، اور آج انہی گلیوں کے بیٹے لیبارٹریوں میں بیٹھے دماغ کی لہروں کو کمپیوٹر کے کوڈز میں بدل رہے ہیں۔

ایک دن میں بیجنگ کی ایک یونیورسٹی کے تحقیقی مرکز گئی۔ لمبی راہداریوں میں سفید کوٹ پہنے نوجوان ایسے چل رہے تھے جیسے مستقبل کی کلید ان کے ہاتھ میں ہو۔ اندر داخل ہوئی تو ایک کمرے میں طلبہ ایک شخص کے سر پر برقی تاروں سے جڑا ہوا ہیلمٹ باندھ رہے تھے۔ سامنے اسکرین پر لہریں ابھر رہی تھیں، جیسے کسی دریا کی موجیں کاغذ پر اتر آئی ہوں۔

یہ دماغ کی بجلی تھی وہ خاموش آوازیں جو انسان کے اندر ہمیشہ سے موجود تھیں لیکن پہلی بار کسی مشین نے سننا شروع کی تھیں۔

مجھے بتایا گیا کہ ہر خیال دراصل برقی اشارہ ہے۔ جب ہم سوچتے ہیں، تو دماغ میں ننھی ننھی کرنٹ کی لہریں دوڑتی ہیں۔ سائنسدانوں نے انہی کرنٹ کو پڑھنے کے لیے BCI بنایا ہے۔ اسکرین پر جب کسی نے محض سوچا کہ ''ہاتھ اُٹھے''، تو سامنے پڑا مصنوعی بازو حرکت میں آ گیا۔

یہ منظر دیکھ کر مجھے لگا جیسے میں کسی سائنس فکشن فلم میں ہوں۔ مگر یہ سب حقیقت تھی۔ دماغ اور مشین کے درمیان وہ رشتہ بنتا جا رہا تھا جو کبھی جادوگر اور چراغ کے بیچ مانا جاتا تھا۔

ایک طالب علم نے کہا ''کل کو کوئی شخص محض سوچ کر کمپیوٹر کھول سکے گا، کار چلا سکے گا، یا حتیٰ کہ اپنے خواب بھی لکھ سکے گا۔''

میں نے حیرت سے اُس کے چہرے کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں روشنی تھی، لیکن میرے دل میں سوالات تھے۔ اگر خواب مشین پر اترنے لگیں تو کیا ہمارے راز بھی محفوظ رہیں گے؟ کیا کوئی کمپیوٹر

یہ وہی سوال ہے جو شاید ہر دور میں نئی ایجادوں کے ساتھ اٹھتا ہے۔ بجلی آئی تو لوگوں نے کہا، یہ گھروں کو جلا دے گی۔ مگر پھر اسی بجلی نے راتوں کو دن میں بدلا۔ شاید BCI بھی کبھی وہی کرے ہمیں خوف بھی دے، مگر نئی روشنی بھی۔

چین کے نوجوان سائنسدان کہتے ہیں کہ ایک دن انسان زبان کے بغیر بات کرے گا۔ صرف سوچ سے دوسرے کے دل تک پیغام پہنچ جائے گا۔ یہ خواب مجھے کرشمہ معلوم ہوا، لیکن یہ بھی یاد

حسن

کی وہ چمک باقی نہ رہے۔''

چین کی لیبارٹریوں میں بیٹھے یہ نوجوان سائنسدان جب دماغ اور مشین کو جوڑتے ہیں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے زمانے نے ایک اور قوسِ قزح تخلیق کی ہے۔ ایک طرف قدیم عقائد ہیں جہاں ''چار'' موت کی علامت ہے اور ''آٹھ'' خوش بختی کا نشان، دوسری طرف نئی دنیا ہے جہاں دماغ کی لہریں کمپیوٹر کو چلاتی ہیں۔ لہٰذا، چین میں

کو کھول رہی ہے۔ شاید یہی زندگی کا حسن ہے کہ خوف اور امید، روایت اور ایجاد، سب ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور میں، ان دونوں جہانوں کے بیچ کھڑی حیران ہوں۔ کبھی ڈریگن کے رقص پر مسکرا دیتی ہوں، کبھی لیبارٹری کے منظر پر ششدر رہ جاتی ہوں۔ اور میرا دل کہتا ہے چین محض ایک ملک نہیں، یہ ماضی اور مستقبل کا سنگم ہے جہاں تقدیر کے خواب بھی بنتے ہیں اور سائنس کے چراغ بھی جلتے ہیں۔

چین کی سرزمین پر گزرتے یہ دن مجھے یوں لگتے ہیں جیسے میں دو متضاد دریاؤں کے سنگم پر کھڑی ہوں ایک دریا جس کے پانی میں سرخ رنگ کی لالٹینیں، ڈریگن کے ناچ اور آٹھ کے جادو کی

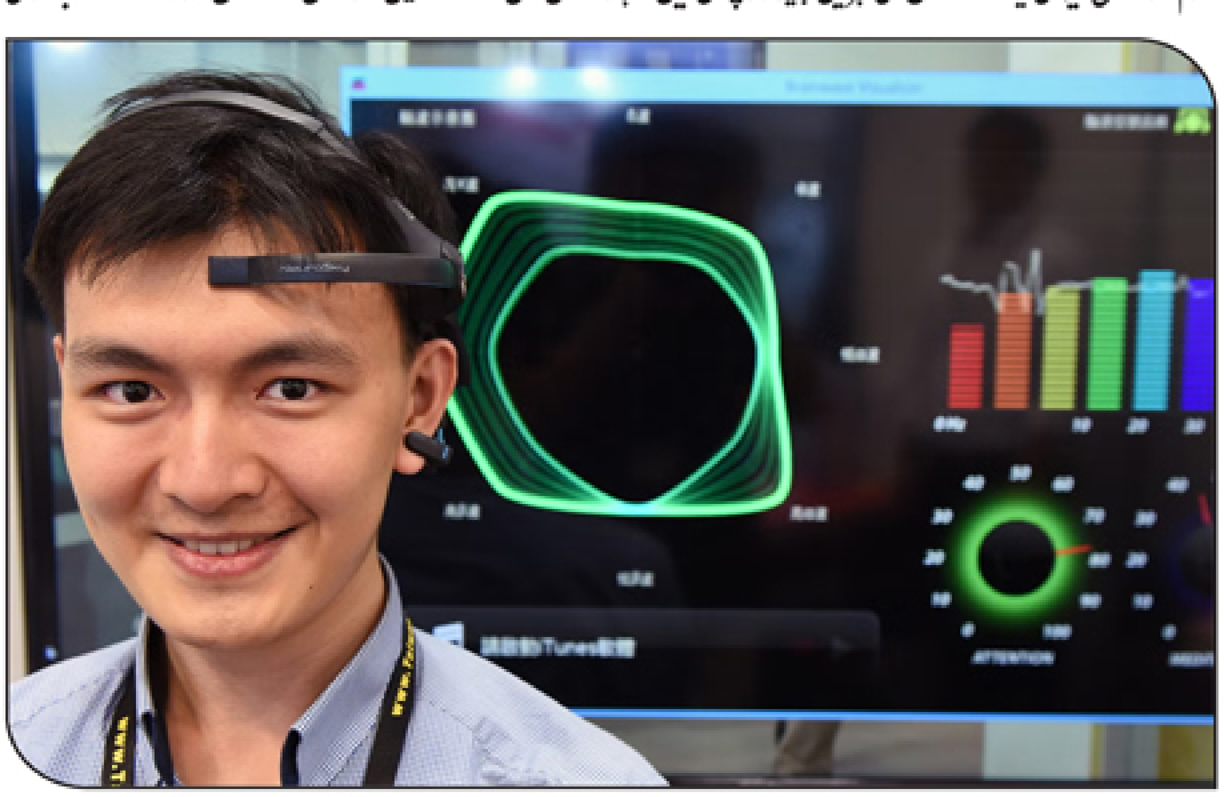

ہے—ایک ماضی کی کہانیوں میں، دوسرا مستقبل کے خوابوں میں۔''

چین کی سرزمین صرف قدیم عقائد اور رنگوں کے فسوں تک محدود نہیں۔ یہاں کے آسمان کے نیچے ایک اور جہاں بھی آباد ہے۔ وہ جہاں انسان اپنے دماغ کے خوابوں کو مشین کی زبان میں ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ وہی چین ہے جہاں صدیوں پہلے کنفیوشس نے حکمت کی باتیں

ہماری تنہائی، ہماری دعا، اور ہماری خاموشی کو بھی سمجھ پائے گا؟

BCI کو دیکھتے ہوئے مجھے لگتا ہے یہ دو دھاری تلوار ہے۔ ایک طرف یہ اپاہج انسان کے لیے نئی زندگی ہے، ایک ایسا تحفہ جو اسے ہاتھ یا ٹانگ کے بغیر بھی آزاد کر سکتا ہے۔ مگر دوسری طرف یہ خوف بھی ہے کہ اگر ہماری سوچیں مشین پر عیاں ہونے لگیں تو پرائیویسی کہاں باقی رہے گی؟

دلایا کہ کبھی ٹیلی فون کو بھی کرشمہ سمجھا گیا تھا۔

میں نے آنکھیں بند کیں اور سوچا کاش میرے خیالات بھی یوں مشین پر اتر سکیں۔ شاید لفظوں کی محنت نہ کرنی پڑے، شاید میرا دل براہِ راست صفحے پر اتر آئے۔ لیکن پھر دل نے سرگوشی کی ''شاعری اور نثر کا حسن تو اسی میں ہے کہ دل کی دھڑکن کو لفظوں میں ڈھالنے کا کمال سیکھا جائے۔ اگر سب کچھ سوچ سے براہِ راست لکھا جانے لگے تو شاید

دماغ اور مشین کے یہ نئے خواب 2027 سے 2030 کے درمیان حقیقت کے رنگ میں ڈھلنے کی امید رکھتے ہیں۔ پہلے طبی اور معاون آلات کی شکل میں، اور پھر زندگی کے ہر گوشے میں اپنے چراغ بکھیرتے ہوئے۔

میں سوچتی ہوں، یہ کیسا تضاد ہے ایک قوم جو ایک ہندسے سے ڈرتی ہے، اور دوسری طرف وہی قوم سب سے آگے جا کر انسانی دماغ کے رازوں

جھلک ہے، اور دوسرا دریا جس کی موجوں میں دماغ اور مشین کی سرگوشیاں بہتی ہیں۔ ایک طرف خوف اور عقیدے کی کہانیاں، دوسری طرف سائنس اور مستقبل کے خواب... اور میں ان دونوں کو دیکھ کر سوچتی ہوں کہ شاید یہی چین کی اصل پہچان ہے۔ روایت اور ایجاد کا وہ سنگم جہاں قسمت کے تعویذ بھی زندہ ہیں اور نئی دنیا کے چراغ بھی روشن۔

خصوصی رپورٹ

سونے اور زیورات کی برآمدی صنعت بحران کا شکار

ایس آر او 760 کی معطلی، عالمی منڈی میں نقصان اور علاقائی حریفوں کا بڑھتا ہوا اثر

پاکستان کی سونے اور زیورات کی برآمدی صنعت ان دنوں شدید دباؤ کا شکار ہے۔ 6 مئی 2025 کو حکومت کی جانب سے ایس آر او 760 کی اچانک معطلی نے نہ صرف خام سونے کی درآمد کو روک دیا بلکہ برآمد کنندگان کے لیے عالمی معاہدوں کی تکمیل بھی ناممکن بنا دی۔ اس اقدام کے نتیجے میں پاکستان کے جیولری ایکسپورٹرز عالمی سطح پر مشکلات سے دوچار ہیں، اور تجارتی ماہرین خبردار کر رہے ہیں کہ اگر یہ پالیسی برقرار رہی تو پاکستان کی ساکھ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔

درآمدات اور برآمدات کی صورتحال

ادارہ شماریات پاکستان کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق جون اور جولائی 2025 میں پاکستان نے بالکل بھی سونا درآمد نہیں کیا، جبکہ مئی میں صرف 9 کلوگرام سونا آیا جس کی مالیت 9 لاکھ 27 ہزار ڈالر تھی۔ یہ زیادہ تر وہی شپمنٹس تھیں جو ایس آر او معطلی سے پہلے بھیجی گئی تھیں۔ اس کے برعکس جولائی 2024 میں 22 لاکھ ڈالر مالیت کا سونا درآمد کیا گیا تھا۔

برآمدات کا حال بھی زیادہ مختلف نہیں۔ مئی 2025 میں جیولری کی برآمدات 6 لاکھ 17 ہزار ڈالر ریکارڈ ہوئیں، جون میں یہ کمی ہو کر 27 ہزار ڈالر رہ گئی اور جولائی میں مزید سکڑ کر صرف 17 ہزار ڈالر تک محدود ہو گئیں۔ یہ اعداد و شمار جولائی 2024 کے 26 لاکھ ڈالر کے مقابلے میں انتہائی کم ہیں۔

برآمد کنندگان کے مسائل اور معاہدوں کی خلاف ورزی

پاکستان جیمز اینڈ جیولری ٹریڈرز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن کے سابق چیئرمین حبیب الرحمن کے مطابق یہ صورتحال برآمد کنندگان کو قانونی مشکلات میں دھکیل رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یو اے ای کی ایک بڑی کمپنی نے مارچ 2025 میں پاکستان کو 860 گرام خالص سونا فراہم کیا تھا، جسے 120 دنوں کے اندر جیولری کی شکل میں واپس کرنا تھا۔ مگر 164 دن گزرنے کے باوجود آرڈر پورا نہیں ہو سکا۔

یو اے ای کی کمپنی نے پاکستان کے سفیر کو خط میں لکھا ہے کہ وہ بار بار کی رکاوٹوں سے مایوس ہیں اور پاکستان کے حالات کا تقابل بھارت سے کیا، جہاں زیورات کی برآمدات مسلسل اور بلاتعطل جاری ہیں۔ کمپنی نے مزید یہ مطالبہ کیا کہ اگر آرڈر مکمل نہیں ہو سکتا تو دیا گیا سونا واپس کیا جائے اور صرف ترسیل شدہ زیورات پر ادائیگی کی جائے گی۔

عالمی خریداروں کا اعتماد متزلزل

صنعتی ماہرین نے متنبہ کیا ہے کہ اس وقت عالمی خریدار پاکستان کے ساتھ نئے معاہدے کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔

کئی خریدار اپنی قانونی ٹیموں کے ذریعے پاکستان کے برآمد کنندگان پر دعوے کرنے کی تیاری میں ہیں، جس سے ملک کو مالی نقصان کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی بدنامی کا سامنا بھی ہو سکتا ہے۔

ایف پی سی سی آئی اور بزنس کمیونٹی کا مطالبہ

فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری (ایف پی سی سی آئی) کے صدر عاطف اکرام شیخ نے وزیرِ اعظم شہباز شریف کو خط میں اپیل کی ہے کہ جیولری ایکسپورٹ انڈسٹری کے تحفظ کے لیے ایس آر او 760 کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ ان کے مطابق وزارتِ تجارت نے پہلے ہی سمری تیار کر کے وزیرِ اعظم آفس بھجوائی ہوئی ہے اور ایک اعلیٰ کمیٹی کی رپورٹ میں کوئی بے ضابطگی بھی ثابت نہیں ہوئی۔

اسی طرح یونائیٹڈ بزنس گروپ کے پیٹرن ان چیف ایس ایم تنویر نے خبردار کیا ہے کہ اگر ایس آر او کی بحالی میں مزید تاخیر کی گئی تو عالمی خریدار قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ کم از کم ان برآمدی کنسائنمنٹس کو کلیئر کرنے کی اجازت دی جائے جو پہلے سے زیرِ التوا ہیں تاکہ پاکستان کی ساکھ کچھ حد تک بحال ہو سکے۔

دنیا کے بڑے برآمد کنندہ ممالک اور پاکستان کی پوزیشن

بھارت: دنیا کا سب سے بڑا جیولری ایکسپورٹر ہے، جس کی سالانہ برآمدات تقریباً 40 ارب ڈالر ہیں۔ بھارت کی جیولری انڈسٹری نہ صرف مقامی سونے کی طلب پوری کرتی ہے بلکہ امریکہ، یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کی مارکیٹس پر بھی چھائی ہوئی ہے۔

ترکی: زیورات اور کٹنگ جیولری کی عالمی مارکیٹ میں ترکی کی برآمدات تقریباً 10 ارب ڈالر ہیں۔ یہ ملک مشرقِ وسطیٰ اور یورپ دونوں خطوں کو باآسانی سپلائی کر رہا ہے۔

چین: سونے کی جیولری اور ڈائمنڈ جیولری دونوں میں چین کی برآمدات مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ 2024 میں چین نے تقریباً 15 ارب ڈالر کی برآمدات کیں۔

اٹلی: یورپ کا بڑا مرکز سمجھا جاتا ہے، اٹلی کی زیورات کی برآمدات تقریباً 8 ارب ڈالر ہیں۔

متحدہ عرب امارات (یو اے ای): جیولری اور ری ایکسپورٹ ہب کے طور پر یو اے ای کی برآمدات تقریباً 6 ارب ڈالر کے قریب ہیں، اور دبئی عالمی جیولری مارکیٹ کا اہم پلیٹ فارم ہے۔

پاکستان کی سونے اور زیورات کی برآمدات عالمی سطح پر پہلے ہی محدود رہی ہیں۔ سالانہ برآمدات کا حجم چند کروڑ ڈالرز سے زیادہ نہیں، جبکہ دیگر ممالک اس شعبے سے اربوں ڈالر کما رہے ہیں۔

اس کے مقابلے میں پاکستان کی برآمدات 2024 میں محض 50 سے 60 ملین ڈالر رہیں، جو دنیا کے بڑے ایکسپورٹرز کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

بھارت اور پاکستان کا موازنہ

بھارت میں زیورات کی صنعت کو حکومتی تعاون، ٹیکنالوجی، پالشنگ اور ڈیزائننگ میں مہارت حاصل ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں پالیسی کی غیر یقینی صورتحال اور خام مال تک محدود رسائی نے انڈسٹری کو جمود کا شکار بنا دیا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر پاکستان اپنی پالیسیوں میں تسلسل اور سہولت فراہم کرے تو برآمدات کو چند برسوں میں اربوں ڈالر تک بڑھایا جا سکتا ہے، لیکن اس کے لیے حکومتی عزم اور بین الاقوامی مارکیٹ کے تقاضوں پر عملدرآمد لازمی ہے۔

ماہرین کی رائے

ماہرین کے مطابق پاکستان کے پاس افرادی قوت، دستکاری اور جیولری ڈیزائننگ کی صلاحیت موجود ہے، لیکن پالیسی اور ریگولیٹری رکاوٹیں ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اگر ایس آر او 760 جیسے اقدامات بار بار معطل کیے جاتے رہے تو برآمد کنندگان کو عالمی سطح پر اعتماد بحال کرنے میں برسوں لگ سکتے ہیں۔

پاکستان کی جیولری ایکسپورٹ انڈسٹری ایک نازک موڑ پر کھڑی ہے۔ ایس آر او 760 کی معطلی نے نہ صرف برآمدات کا پہیہ جام کر دیا ہے بلکہ عالمی مارکیٹ میں پاکستان کے امیج کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ دوسری طرف بھارت، ترکی، چین اور یو اے ای جیسے ممالک اپنی پالیسیوں کے تسلسل اور سہولت کاری کے ذریعے اربوں ڈالر کی برآمدات کر رہے ہیں۔ کاروباری ماہرین اور صنعت کار متفق ہیں کہ حکومت کو فوری طور پر ایس آر او 760 بحال کرنا ہوگا، تاکہ برآمدی کنسائنمنٹس کلیئر ہوں، عالمی خریداروں کا اعتماد بحال ہو، اور پاکستان بین الاقوامی تجارتی فورمز پر اپنی ساکھ برقرار رکھ سکے۔ بصورتِ دیگر، یہ قیمتی صنعت پاکستان کے ہاتھ سے نکل سکتی ہے۔

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

کراچی میں آرٹس کونسل کے صدر احمد شاہ سے ایک ملاقات

کراچی کی ایک شام، جس پر سمندر کی نم ہوا اور شہر کی بے چین توانائی کا امتزاج طاری تھا، اور ایسے وقت میں، میری گاڑی کا رخ ایک ایسی عمارت کی طرف تھا جو کسی معبدِ فن سے کم نہیں۔ جی صحیح پہچانا، یہ کراچی آرٹس کونسل تھا۔ اس کی دیواریں نہ صرف پتھر اور چونے سے بنی ہیں بلکہ یہ شہر کی ثقافتی روح، اس کے فنکاروں کے خوابوں اور ایک شخص کے عزم کی داستان بھی سناتی ہیں۔ وہ شخص جس نے اس خواب کو حقیقت کا روپ دیا، جناب احمد شاہ۔

وہ اپنے معمول کے مطابق ایک میٹنگ میں مصروف تھے لیکن اپنی میٹنگ چھوڑ کر آفس میں ملنے آئے۔ ان کے چہرے پر ایک سکون تھا، آنکھوں میں چمک سی تھی، اور مسکراہٹ میں ایک ایسی گرمجوشی تھی جو فوری طور پر ہر اجنبی کو اپنا بنا لیتی ہے۔ مجھے اپنے آفس میں دیکھتے ہی ان کا کہنا تھا، "آؤ آؤ تشنہ، بیٹھو۔ یہ گھر تمہارا اپنا گھر ہے۔" اور یہی جملہ دراصل آرٹس کونسل کے پوری فلسفے کی عکاسی کرتا ہے۔ ایک ایسی جگہ جو ہر فن کے دلدادہ کے لیے اپنے دروازے کھلی رکھتی ہے۔

بات شروع ہوئی تو انہوں نے اس سفر کے اولین دنوں کا ذکر کیا۔ احمد شاہ صاحب نے بتایا کہ یہ خیال کس طرح وجود میں آیا۔

آرٹس کونسل آف پاکستان، کراچی میں واقع ایک خود مختار ثقافتی ادارہ ہے جس کا مقصد فن و ثقافت کو فروغ دینا اور فنکاروں کی فلاح و بہبود ہے۔ کراچی، جو پہلے ہی سے ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز تھا، میں ایک ایسے ادارے کو مستحکم کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی جہاں نسل و زبان کے فرق کو مٹا کر تمام فنون، مصوری، موسیقی، تھیٹر، ادب کو یکجا کیا جا سکے۔

''لوگ کہتے تھے، 'احمد، یہ شہر تجارت کا شہر ہے، فنون کے لیے یہاں جگہ نہیں۔' لیکن ہمارا ایمان تھا کہ انسان کی روح کو صرف روٹی ہی نہیں، رنگ و آہنگ بھی چاہیے۔'' ابتدائی دنوں کی بات کرتے ہوئے ان کی آنکھیں چمک اٹھیں، گویا وہ اس سفر میں حائل ہونے والی تمام مشکلات کو اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہوں۔

احمد شاہ صاحب کے نزدیک، آرٹس کونسل محض ایک عمارت نہیں، بلکہ ایک ایسا وجود ہے جو شہر کی ثقافتی زندگی میں سانس لے رہا ہے۔

"ہماری کوشش ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ یہ جگہ ہر کسی کے لیے ہو۔ نامور مصور بھی آئے، اور وہ نوجوان طالب علم بھی جو پہلی بار برش ہاتھ میں لے رہا ہو۔ یہاں موسیقار اپنے راگ سنائے، اور شاعر اپنے الفاظ کی نزاکت سے ہمیں آشنا کرے۔ ہم نے کبھی کسی کے عقائد یا نظریات کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا۔ فن ہمارے لیے وسیلہ ہے انسانیت کو جوڑنے کا، احساسات کو ابھارنے کا، معاشرے کو خوبصورت بنانے کا۔"

انہوں نے خصوصاً نوجوان نسل پر زور دیا۔ "ہمارے یہاں یوتھ فیسٹیول، انٹرن شپ پروگرامز، اور ورکشاپس کا اہتمام اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ نئی صلاحیتیں سامنے آ سکیں۔ میں جب کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کو اپنا پہلا کینوس سنبھالے دیکھتا ہوں، پہلی دفعہ اسٹیج پہ پرفارمنس دیتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی تمام محنت ایک پل میں پوری ہوتی محسوس ہوتی ہے۔"

آج کے دور میں، جب ثقافتی ادارے مالی اور انتظامی چیلنجز کا شکار ہیں، احمد شاہ صاحب کا نقطہ نظر واضح ہے۔

"جی ہاں، مشکلات بدلتی رہتی ہیں۔ پہلے وسائل کم تھے، اب وسائل کے ساتھ ساتھ توجہ کی کمی ہے۔ لوگ مصروف ہو گئے ہیں۔ لیکن ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس شعلے کو روشن رکھیں۔ حکومت اور نجی شعبے سے بھی ہمیں تعاون درکار ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بیٹھ جائیں۔ ہم نے ہمیشہ عزم اور مستقل مزاجی سے کام لیا ہے۔"

ان کا مستقبل کا خواب آرٹس کونسل کو ایک بین الاقوامی معیار کا ادارہ بنانے کا ہے۔ "میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے نکلنے والا ہر فنکار دنیا میں اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرے۔ ہم ڈیجیٹل آرٹ، فلم سازی، اور نئی میڈیا کی نمائشوں کو بھی فروغ دے رہے ہیں تاکہ وقت کے ساتھ قدم ملا کر چلا جا سکے۔" یہی وجہ ہے کہ ہم ہر سال کلچر فیسٹیول و ایگزیبیشن کرتے ہیں اور پوری دنیا سے لوگ آ کر ہمارے پروگرامز کا حصہ بنتے ہیں۔

باتیں چلتی رہیں تو میں نے ان کے شخصی سفر کے بارے میں پوچھا۔ اتنے بڑے ادارے کی بنیاد رکھنے والے شخص کی ذاتی زندگی کیسی ہے؟

تو وہ مسکرا دیے۔ "میرا گھر بھی تو یہی ہے۔ میری فیملی نے ہمیشہ میرا بہت ساتھ دیا۔ اور میں نے کبھی اسے اپنی ذاتی کامیابی نہیں سمجھا۔ یہ تو ایک اجتماعی کاوش ہے، ایک سماجی و ثقافتی وقف ہے۔"

ان کی نظر میں عاجزی اور لگن صاف جھلک رہی تھی۔ وہ اپنے بارے میں بات کرنے سے زیادہ اپنے ساتھیوں، رضاکاروں اور ان تمام فنکاروں کے بارے میں بات کرنا پسند کر رہے تھے جنہوں نے اس ادارے کو سنوارنے میں حصہ ڈالا۔

چائے پینے کے دوران جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے پیچھے کیا ورثہ چھوڑنا چاہیں گے، تو وہ لمحہ بھر کو خاموش ہو گئے۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا کہ لوگ مجھے یاد رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس جگہ کو یاد رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب کوئی مصور اپنی پہلی پینٹنگ بیچے، کوئی گلوکار پہلی بار اسٹیج سجائے، کوئی نوجوان اپنی تخلیق سے کسی کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرے تو اسے یاد رہے کہ کراچی آرٹس کونسل سے اس کی شروعات ہوئی تھی اور یہی بات میرا اصل اثاثہ ہوگا۔ میں نے تو بس ایک بیج بویا تھا، آج یہ درخت ہزاروں شاخیں پھیلائے ہوئے ہے۔ اس درخت کی آبیاری کرتے رہنا، یہی میری سب سے بڑی تمنا ہے۔"

پھر ہنس کر مخاطب ہوئے اور نہایت سادہ لہجے میں پوچھنے لگے، "تشنہ، کیا میں تمہیں بہت مغرور لگتا ہوں؟" اس سوال پر میں حیران ہو کر ان کو دیکھتی رہی۔ میری حیرانی بھانپ کر ہنسنے لگے پھر خود ہی کہنے لگے بھئی، "مجھے لوگ بہت مغرور کہتے ہیں اس لیے پوچھ رہا ہوں۔" مجھے ہنسی آ گئی، "بھئی سچ پوچھیں تو سنا تو ہم نے بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ لیکن آپ سے مل کر ایسا کوئی تاثر نہیں ملا۔ بلکہ جو سنا تھا وہ غلط ہی لگا"۔ یہ کہہ کر میں نے ہنستے ہوئے احمد شاہ صاحب سے رخصت لی۔

جب میں آرٹس کونسل سے باہر نکلی تو شام ڈھل چکی تھی۔ عمارت کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں، اندر سے موسیقی کی کوئی دھن سنائی دے رہی تھی۔ میں نے مڑ کر ایک نظر اس عمارت کو دیکھا۔ یہ محض اینٹوں کا ڈھیر نہیں تھی۔ یہ ایک شخص کے عزم، ایک خواب کی تعبیر، اور ایک شہر کی ثقافتی شناخت کا استعارہ تھی۔ احمد شاہ صاحب جیسے لوگ کسی قوم کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں، وہ جو دیکھنے والوں کو خواب دکھاتے ہیں، اور پھر ان خوابوں کو حقیقت میں بدل دیتے ہیں۔

ان کی زندگی کا یہ پیغام ہر نوجوان کے لیے مشعلِ راہ ہے کہ عزم و ہمت سے کوئی بھی خواب شرمندہ تعبیر کیا جا سکتا ہے، خواہ راستے میں کتنی ہی رکاوٹیں کیوں نہ ہوں۔ احمد شاہ اور کراچی آرٹس کونسل کا سفر اس بات کا ثبوت ہے کہ فن و ثقافت کی محبت ہی انسانیت کو متحد کرتی ہے اور معاشرے میں خوبصورتی اور رواداری کا درس دیتی ہے۔

اسٹیٹ بینک کا نیا آن لائن رپورٹنگ سسٹم

بیرونِ ملک سرمایہ کاری کی کڑی نگرانی کی جانب اہم قدم

کنزیومرواچ رپورٹ

اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) نے بینکوں کی بیرونِ ملک سرمایہ کاری کی مؤثر نگرانی اور زرمبادلہ کے ضوابط کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے ایک نیا اور جامع آن لائن رپورٹنگ سسٹم متعارف کرایا ہے۔ یہ نظام بینکاری صنعت میں شفافیت، احتساب اور ضابطہ جاتی تقاضوں کو مزید مستحکم بنانے کے عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، مرکزی بینک نے اپنے حالیہ سرکلر میں بتایا کہ اس نے پرفارمنس ایویلیوایشن سسٹم فار انویسٹمنٹ ابراڈ (PESIA) کے نام سے ایک جدید آن لائن نظام تیار کیا ہے۔ اس نظام کے ذریعے مجاز ڈیلرز کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا اکوزیشن پورٹل (DAP) پر بیرونِ ملک کی جانے والی ایکویٹی سرمایہ کاری کے لین دین کی تفصیلات باقاعدگی سے جمع کرائیں۔

نظام کی ساخت اور طریقہ کار

اس رپورٹنگ نظام کو انتہائی باریک بینی کے ساتھ ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس میں 10 ڈیٹا فائل اسٹرکچرز (DFSs) شامل ہیں، جن میں سے ہر ایک مخصوص قسم کی سرمایہ کاری یا لین دین کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے۔

یہ ڈیٹا فائل اسٹرکچرز اس طرح تیار کیے گئے ہیں کہ: بینک اپنے طور پر کی جانے والی سرمایہ کاری کو علیحدہ رپورٹ کر سکیں۔

کلائنٹس (یعنی کارپوریٹ یا انفرادی سرمایہ کاروں) کی جانب سے کی جانے والی سرمایہ کاری کا الگ سے ریکارڈ رکھا جائے۔

ہر اسٹرکچر میں مختلف متغیرات (Variables) اور منطقی تقاضے (Logical Checks) موجود ہیں تاکہ معلومات مکمل اور درست انداز میں جمع کرائی جائیں۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظام نہ صرف ڈیٹا اکٹھا کرنے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ ایک ڈیجیٹل چیک اینڈ بیلنس کا میکنزم بھی ہے۔

بینکوں کی ذمہ داریاں اور کمپلائنس رپورٹنگ

اسٹیٹ بینک نے واضح ہدایات دی ہیں کہ اب ہر بینک اپنی کمپلائنس رپورٹ باقاعدگی سے مرکزی بینک میں جمع کرائے گا۔ اس رپورٹ پر لازمی طور پر متعلقہ بینک کے گروپ ہیڈ آف کمپلائنس کے دستخط ہوں گے۔

اس رپورٹ میں درج ذیل نکات کی تصدیق لازمی ہوگی: فراہم کردہ ڈیٹا مکمل اور درست ہے۔

کسی قسم کی غلطی یا کمی شامل نہیں ہے۔

مقررہ وقت کے اندر رپورٹ جمع کرائی گئی ہے۔ مرکزی بینک نے پہلی رپورٹ جمع کرانے کی آخری تاریخ 5 مارچ 2026 مقرر کی ہے۔ یہ ڈیڈ لائن اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اسٹیٹ بینک بینکوں کو ایک مناسب وقت دینا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنے اندرونی نظام کو اس نئی رپورٹنگ کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر سکیں۔

ڈیٹا کی درستگی اور احتساب

ہر مجاز ڈیلر کے ہیڈ آف ای آئی اے یونٹ اور گروپ ہیڈ کمپلائنس پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ وہ رپورٹ میں فراہم کردہ معلومات کی درستگی، شفافیت اور بروقت جمع کرانے کو یقینی بنائیں۔

اگر کسی بھی مرحلے پر رپورٹ نامکمل یا غلط ثابت ہوئی، یا رپورٹ جمع کرانے میں تاخیر ہوئی تو یہ براہِ راست ایک خلاف ورزی (Violation) تصور کی جائے گی۔

ایسی صورت میں اسٹیٹ بینک نے واضح طور پر خبردار کیا ہے کہ وہ متعلقہ بینک یا اس کے ذمہ داران کے خلاف فارن ایکسچینج ریگولیشن ایکٹ 1947 یا دیگر قابلِ اطلاق قوانین کے تحت قانونی کارروائی کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

قانونی اور ضابطہ جاتی پہلو

پاکستان کا مالیاتی اور زرمبادلہ کا ڈھانچہ ہمیشہ سے سخت ضوابط کے تحت چلایا جاتا ہے۔ فارن ایکسچینج ریگولیشن ایکٹ 1947 بنیادی قانون ہے جو بیرونِ ملک لین دین، سرمایہ کاری اور زرمبادلہ کی نقل و حرکت کو کنٹرول کرتا ہے۔

اس نئے نظام کے متعارف ہونے کے بعد:

بینکوں کے لیے کسی بھی قسم کی بے ضابطگی یا غلط رپورٹنگ کی گنجائش کم سے کم رہ جائے گی۔

مرکزی بینک کو بروقت اور درست ڈیٹا ملے گا، جس کی بنیاد پر وہ پالیسی سازی اور نگرانی کو مزید مؤثر بنا سکے گا۔ ملک سے باہر جانے والے سرمائے کی صحیح مقدار اور نوعیت پر کڑی نظر رکھی جا سکے گی۔

پس منظر اور ضرورت

پاکستان کی معیشت میں زرمبادلہ کا استحکام ہمیشہ ایک حساس معاملہ رہا ہے۔ برآمدات اور ترسیلاتِ زر ملکی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن اگر بیرونِ ملک سرمایہ کاری اور لین دین کی درست نگرانی نہ ہو تو اس کے منفی اثرات سامنے آ سکتے ہیں۔

گزشتہ کچھ برسوں میں:

کئی بینکوں پر بیرونِ ملک سرمایہ کاری کے حوالے سے شفافیت کی کمی کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ بعض کیسز میں ڈیٹا بروقت یا درست انداز میں جمع نہیں کرایا گیا۔

اس سے نہ صرف ریگولیٹری نگرانی متاثر ہوئی بلکہ زرمبادلہ کے بہاؤ کے بارے میں درست تصویر سامنے نہ آ سکی۔ ایسے ہی مسائل کو حل کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے PESIA جیسے جدید اور ڈیجیٹل نظام کی بنیاد رکھی ہے۔

ممکنہ اثرات

یہ نظام مستقبل میں کئی پہلوؤں سے مثبت اثرات مرتب کرے گا: شفافیت میں اضافہ: تمام لین دین کا مکمل ریکارڈ دستیاب ہوگا۔

پالیسی سازی میں سہولت: حکومت اور اسٹیٹ بینک کو درست اعداد و شمار ملیں گے جن کی بنیاد پر بہتر فیصلے کیے جا سکیں گے۔

سرمایہ کے اخراج پر قابو: بیرونِ ملک بھیجے جانے والے سرمائے کی مؤثر نگرانی ہوگی، تاکہ غیر ضروری یا غیر قانونی سرمائے کے اخراج کو روکا جا سکے۔ بین الاقوامی ساکھ میں بہتری: عالمی مالیاتی ادارے بھی اس اقدام کو مثبت انداز میں دیکھیں گے کیونکہ یہ ضابطہ جاتی ڈھانچے کی مضبوطی کی علامت ہے۔

بینکوں کے لیے چیلنجز

اگرچہ یہ نظام کئی فوائد فراہم کرتا ہے، مگر بینکوں کے لیے کچھ عملی مشکلات بھی سامنے آ سکتی ہیں:

نئے سسٹم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے آئی ٹی سسٹمز کو اپ گریڈ کرنا ہوگا۔

عملے کو تربیت دینا پڑے گی تاکہ وہ ڈیٹا فائل اسٹرکچرز اور رپورٹنگ کے نئے طریقہ کار کو سمجھ سکیں۔ کمپلائنس یونٹس پر اضافی ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جنہیں مقررہ وقت میں پورا کرنا ایک چیلنج ہوگا۔ تاہم یہ سب عارضی مشکلات ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ حل ہو جائیں گی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا آن لائن رپورٹنگ سسٹم (PESIA) بینکاری صنعت کے لیے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف بیرونِ ملک سرمایہ کاری کے لین دین کی شفافیت کو یقینی بنائے گا بلکہ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر اور مالیاتی استحکام کو بھی مضبوط کرے گا۔

یہ اقدام اسٹیٹ بینک کی اس پالیسی کا تسلسل ہے جس کے تحت وہ ریگولیٹری فریم ورک کو جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ کر رہا ہے۔ آنے والے برسوں میں، اس نظام کے مثبت اثرات معیشت پر نمایاں ہوں گے اور یہ بات یقینی ہوگی کہ پاکستان کا مالیاتی ڈھانچہ مزید مضبوط اور قابلِ اعتماد بنے۔

تیانجن میں ایس سی او کانفرنس پر یورپی یونین کے تحفظات

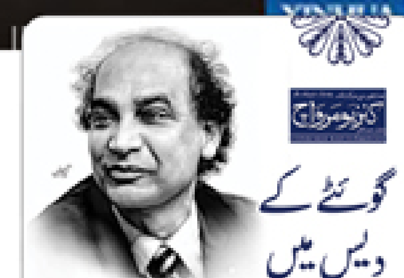

گوئٹے کے دیس میں

سرور غزالی، جرمنی

پیرس، لندن، نیویارک، اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، ناٹو، ڈالرز، اور یورو وغیرہ وغیرہ یہی وہ کچھ ایسی اصلاحات ہیں جن سے دنیا اب سے کچھ عرصے پہلے تک واقف رہی ہے۔ گو کہ دنیا چین اور روسی آہنی پردے، کمیونسٹ بلاک وغیرہ سے بھی آشنا رہ چکی ہے مگر برائے نام ہی۔ اور ہماری بات اس وقت تک کی ہے۔ جب دنیا کا پرانا نظام ٹوٹ چکا تھا اور جب سے دنیا پہ مغربی ممالک بلاشرکت غیر جیو پالیٹکس کے سیاہ و سفید کے مالک سمجھے جا رہے تھے۔ بلکہ اس سے پہلے دنیا کی پہچان انہیں اوپر متذکرہ اصلاحات کو سمجھا جاتا رہا ہے۔ دنیا ایک پھر سے چول بدل رہی ہے۔ ورلڈ آڈر کے بدلتے دور میں۔ ان اصطلاحات کی جگہ بیجنگ، شنگھائی، تیانجن، ماسکو دہلی، برکس اتحاد اور ایس سی او، شنگھائی سمٹ کانفرنس وغیرہ لے رہی ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنے اضافی تجارتی ٹیکس کی وجہ سے ساری دنیا کی ناراضگی مول لے رہا ہے اور اس کے اپنے صدر کی غیر سنجیدہ پالیسی سے مغربی دنیا مختلف بلاکس میں بٹ رہی ہے۔ یوکرائن کی جنگ اور اسرائیلی جارحیت دنیا میں بے چینی ہلچل اور مغربی معاشی نظام سے خود کو غیر محفوظ سمجھنے لگی ہے، اس دور میں چین تیزی کے ساتھ دنیا کے دیگر ممالک جن میں روس اور ہندوستان سب سے اہم معاشی اور فوجی قوت کے حامل ہیں، ان کے ساتھ مل کر دنیا کے دیگر ممالک جن میں پاکستان ایران اور سینٹرل ایشیا اور فار ایسٹ کے ممالک کے ساتھ ساتھ یورپ سے بیلاروس جیسے ممالک کے مابین اپنے تعاون کو بڑھاتے ہوئے انہیں ایک کے بعد دوسرے پلیٹ فارم پہ جمع کر رہا ہے۔

اس شنگھائی کانفرنس میں، جو 30 اگست 2025 سے چین میں منعقد ہوئی۔ جسے ایس سی او کا نام دیا گیا ہے جس میں بیشتر یورپی ممالک اور امریکہ کی شرکت کے بغیر دنیا کے اہم مسائل پر بات چیت ہو رہی ہے، تجارت اور دفاعی مسائل زیر بحث آئے ہیں۔ وہاں یورپی ممالک اور امریکہ صرف محو تماشہ ہیں۔ اور اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی اہمیت کو دن بدن کم تر ہوتا محسوس کر رہے ہیں۔ معاشی طور پر امریکہ اور یورپی ممالک اس وقت ایشیا میں بڑھتی قوتوں اور وہاں کے قدرتی ذخائر کے استعمال کے نئے زاویوں پر نہ صرف پریشان نظر آتے ہیں بلکہ انہیں کوئی راستہ بھی نہیں سجھائی دے رہا ہے۔

امریکہ اور یورپی ممالک بذات خود اپنے اندرونی مسائل سے گھرے ہوئے ہیں اور اسرائیلی جارحیت اور یوکرینی جنگ کی وجہ سے ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ چونکہ امریکہ فوری طور پر یوکرین کی جنگ بند کروانا چاہتا ہے جس پر یورپین یونین کے ممالک بالخصوص جرمنی اور فرانس تیار نظر نہیں آتے دوسری جانب اسرائیلی جارحیت کو روکنے کے سلسلے میں کی جانے والی یورپین یونین کی کوششوں سے امریکہ متفق نہیں ہے اور وہ آنکھ بند کر کے اسرائیلی حمایت میں الگ کھڑا ہے۔

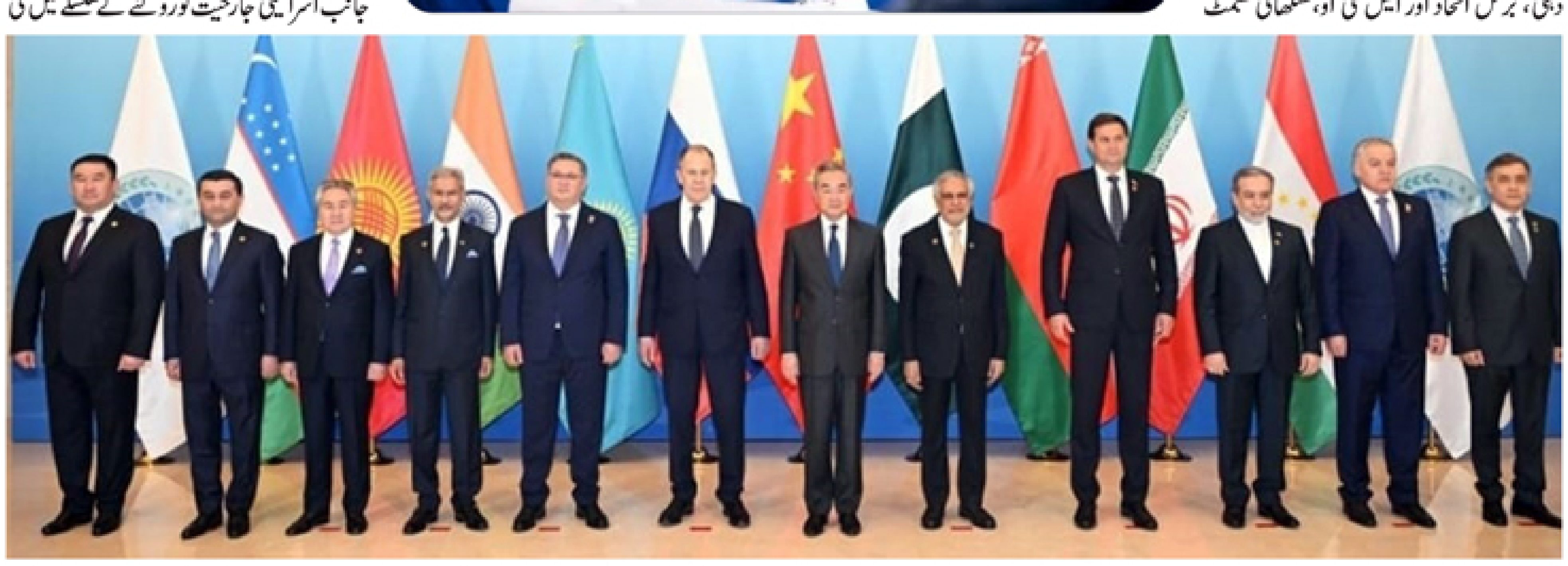

چین اور روس اور بھارت دنیا میں بدلتے نظام کو نہ صرف بہت قریب سے دیکھ رہے ہیں بلکہ ایسے اقدامات بھی کر رہے ہیں جس سے وہ مستقبل میں دنیا کی نئے ترتیب میں اپنے کردار کو بھرپور ادا کر سکیں۔

کانفرنس کے آغاز پر روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے کہا کہ اس کانفرنس کا مقصد اور باتوں کے علاوہ یہ بھی ہے کہ موجودہ دور میں دنیا کو پیش نظر مختلف خطرات اور چیلنجز کا جواب دیا جائے تا کہ ایک منصفانہ اور ملٹی پول ورلڈ آڈر کا اجراء کیا جا سکے۔

کانفرنس میزبان چینی رہنما زی نے کانفرنس آغاز پر اپنے رویے سے، ایک ورلڈ نیو آرڈر کا تصور بغیر امریکی اور یورپی ممالک کے، پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ کانفرنس دراصل ناٹو کے بالمقابل، ان ممالک کے گٹھ جوڑ سے ایک نئے طاقت کے توازن کی بنیاد رکھنا ہے۔

کیونکہ تیانجن چین کا وہ پورٹ سٹی ہے جو کبھی چینی تسلط سے باہر تھا اور اب وہیں ایک ایسی کانفرنس جس میں صرف معاشی نہیں بلکہ دفاعی اہداف طے کیے جا رہے ہیں ایک ایسی کانفرنس کر کے دنیا کو ایک نیا پیغام دیا جا رہا ہے۔

اس کانفرنس کا مقصد ایسے راستے تلاش کرنے ہیں جو امریکہ اور یورپی ممالک کے طے کردہ ورلڈ آرڈر کا متبادل ہو۔ یہاں بیل اینڈ روڈ، نامی اصطلاحات کا کثرت سے استعمال ہو رہا ہے۔ یہ ایک شاہراہ ریشم کے ذریعے نئے تجارتی اہداف طے کیے جا رہے ہیں۔

یورپین یونین اور امریکہ اس نئے 26 ممالک اور دنیا کی نصف آبادی کے نئے گٹھ جوڑ پر متفکر ہیں۔ شاید تہذیبی عروج و زوال کی کہانی کا نیا باب رقم ہو رہا ہے۔

امریکا کے نئے ٹیرف فیصلے پر 25 ممالک نے پارسل بھیجنے کی خدمات معطل کردیں

29 اگست سے چھوٹے پارسلز پر ٹیکس اور ٹیرف چھوٹ ختم، 25 ممالک نے امریکا جانے والی ڈاک روک دی

ای کامرس اور عالمی سپلائی چین کو شدید نقصان کا خدشہ، ٹیکسٹائل اور چھوٹے کاروباری پارسلز سب سے زیادہ متاثر

کنزیومر واچ ڈیسک

امریکا کی جانب سے چھوٹے پارسلز پر ٹیکس اور ٹیرف (Tariff) چھوٹ ختم کرنے کے اعلان کے بعد دنیا کے 25 ممالک نے امریکا کو پارسل بھیجنے کی ڈاک خدمات معطل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، جس سے عالمی تجارت اور ای کامرس انڈسٹری پر نمایاں اثرات مرتب ہونے کا خدشہ ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے 'اے ایف پی' کے مطابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی مجوزہ تجارتی پالیسیوں اور نئے محصولات (Tariffs) کے باعث فرانس، برطانیہ، جرمنی، اٹلی، بھارت، آسٹریلیا اور جاپان سمیت کئی ممالک کی ڈاک سروسز نے امریکا کے لیے زیادہ تر پارسلز قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ نے گزشتہ ماہ کے آخر میں اعلان کیا تھا کہ 29 اگست سے امریکا میں داخل ہونے والے چھوٹے پارسلز پر ٹیکس اور ٹیرف کی چھوٹ ختم کر دی جائے گی۔ اس اقدام کا مقصد غیر ملکی مصنوعات کو مہنگا کر کے مقامی صنعت کی حوصلہ افزائی کرنا ہے، تاہم ماہرین کے مطابق اس سے عالمی سطح پر کاروباری سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیورسل پوسٹل یونین (UPU) کے مطابق اسے 25 رکن ممالک کی جانب سے باضابطہ اطلاع ملی ہے کہ ان کے ڈاک آپریٹرز نے امریکا جانے والی ڈاک کو عارضی طور پر روک دیا ہے کیونکہ نئی امریکی ٹیرف پالیسی کے نفاذ کے طریقہ کار کے بارے میں واضح ہدایات موجود نہیں۔ یو پی یو نے کہا ہے کہ یہ معطلی اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک امریکی حکام اپنے نئے محصولات کے عملی طریقہ کار کو حتمی شکل نہیں دیتے۔

عالمی تجارت اور ای کامرس پر اثرات

تجزیہ کاروں کے مطابق امریکا کی نئی ٹیرف پالیسی کے بعد:

ای کامرس کمپنیوں کو شدید نقصان ہوگا، کیونکہ امریکا دنیا کی سب سے بڑی آن لائن مارکیٹ ہے جہاں روزانہ لاکھوں چھوٹے پارسل پہنچتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک کی چھوٹی صنعتیں اور ہنرمند کاریگر، جو امریکا کو سستے پارسل بھیج کر اپنی آمدنی بڑھاتے ہیں، براہ راست متاثر ہوں گے۔ صارفین کے لیے آن لائن خریداری مہنگی ہوجائے گی کیونکہ پارسل پر لگنے والے اضافی ٹیرف اور ٹیکس براہ راست قیمتوں میں شامل ہوں گے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ اقدام عالمی سطح پر ٹرانسپورٹ لاجسٹکس اور سپلائی چین کے لیے بھی نئے چیلنجز پیدا کرے گا۔

پاکستان پر ممکنہ اثرات

پاکستان کے تناظر میں ماہرین کا کہنا ہے کہ امریکا کی یہ نئی ٹیرف پالیسی مقامی ای کامرس ایکسپورٹ انڈسٹری کے لیے مشکلات پیدا کرسکتی ہے۔

پاکستان سے امریکا جانے والے چھوٹے کاروباری پارسلز اور ہینڈ میڈ مصنوعات زیادہ متاثر ہوں گی، کیونکہ ان پر ٹیکس اور ٹیرف بڑھنے سے امریکی خریدار مہنگی اشیاء خریدنے سے گریز کریں گے۔ پاکستانی ٹیکسٹائل، ہینڈی کرافٹس، اسپورٹس گڈز اور لیدر مصنوعات اکثر چھوٹے پارسلز کے ذریعے امریکا بھیجی جاتی ہیں، جو اب اضافی لاگت کے دباؤ میں آجائیں گی۔

ماہرین کے مطابق اس اقدام کے نتیجے میں پاکستان کے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (SMEs) کو متبادل مارکیٹوں کی تلاش کرنا پڑ سکتی ہے۔

آن لائن پلیٹ فارمز جیسے ایمازون اور ای بے پر پاکستانی سیلرز کی مسابقتی حیثیت بھی متاثر ہوسکتی ہے کیونکہ امریکی صارفین اب زیادہ مہنگی شپنگ اور قیمتیں برداشت نہیں کریں گے۔

یونیورسل پوسٹل یونین نے خبردار کیا ہے کہ اگر یہ صورتحال طویل مدت تک برقرار رہی تو نہ صرف عالمی ڈاک نظام متاثر ہوگا بلکہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک کی برآمدی معیشت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

مالی سال کے ابتدائی 45 دنوں میں کوئی نیا بینک قرضہ نہیں لیا گیا

بزنس کمیونٹی کی ہچکچاہٹ

کنزیومر واچ ڈیسک

شرح سود میں نمایاں کمی کے باوجود مالی سال کے ابتدائی 45 دنوں میں کوئی نیا بینک قرضہ ریکارڈ نہیں ہوا، جو صنعت و تجارت کی ہچکچاہٹ اور شرح سود میں مزید کمی کے مطالبے کی عکاسی کرتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ایس بی پی) کی جانب سے جاری کیے گئے یکم جولائی سے 15 اگست تک کے اعداد و شمار کے مطابق قرض خواہوں نے 232 ارب روپے کے قرضے واپس کیے، جو گزشتہ سال اسی مدت میں 317 ارب روپے تھے، یہ کمی اس تناظر میں خاصی اہم ہے کہ گزشتہ سال شرح سود تقریباً 22 فیصد تھی جبکہ رواں سال یہ نصف ہو کر 11 فیصد پر آ گئی ہے۔ قرض لینے کی لاگت میں اس بڑی کمی کے باوجود تجارت اور صنعت محتاط ہیں کیونکہ ایس بی پی کی مانیٹری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی میں اضافے کے خدشات ظاہر کیے ہیں، جو موجودہ مالی سال میں بڑھ سکتی ہے، نتیجتاً کاروباری طبقہ سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے مزید شرح سود میں کمی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ بینکاروں کا کہنا ہے کہ صنعتی اور تجارتی شعبوں کی جانب سے نئے قرضے نہ لینے کے باعث بینکاری نظام میں زائد سرمایہ جمع ہو گیا ہے، جسے وہ بڑھتے ہوئے پیمانے پر حکومتی قرضہ جاتی ضرورتوں کی طرف منتقل کر رہے ہیں، تازہ ترین ٹریژری بلز کی نیلامی میں حکومتی قرضے ہدف سے تجاوز کر گئے، جہاں مجموعی بولیاں 1.4 کھرب روپے تک پہنچ گئیں، جو اس زائد لیکویڈیٹی کی نشاندہی کرتی ہیں۔ مالی ماہرین کا کہنا ہے کہ بینک اپنے منافع کے لیے بڑی حد تک حکومتی قرضوں پر انحصار کرتے ہیں، بعض اندازوں کے مطابق بینکوں کی 80 فیصد آمدنی حکومتی سیکورٹیز سے آتی ہے، حکومت کے بڑھتے ہوئے اندرونی و بیرونی قرضے اور سود کی بڑھتی ہوئی ادائیگیاں، جو مالی سال 2025 میں تقریباً 9 کھرب روپے کے قریب ہوں گی، مالی بوجھ کو مزید سنگین بنا رہی ہیں۔ ایک تجزیہ کار نے کہا کہ 'معاشی پالیسی اپنی متوقع کارکردگی نہیں دکھا رہی، تجارت و صنعت نئے قرضے لینے سے گریزاں ہیں اور اپنے ہی وسائل پر انحصار کر کے کام چلا رہے ہیں، یہ رجحان 3.5 فیصد کے معتدل شرح نمو کے ہدف کے حصول کی کوششوں کو متاثر کرے گا'۔ بینکوں کی حکومتی سیکورٹیز میں سرمایہ کاری میں مسلسل اضافہ ہوا ہے جو 31 مئی 2025 تک بڑھ کر 35.44 کھرب روپے تک جا پہنچی۔ یہ سرمایہ کاری بالخصوص پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز جیسے طویل مدتی آلات کے ذریعے بینکوں کے لیے خاطر خواہ منافع پیدا کرتی ہے۔ تجزیہ کار نے مزید کہا کہ 'بینک اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جیسا کہ یورپ اور امریکا میں دیکھا جا سکتا ہے، تاہم پاکستان میں وہ بنیادی طور پر حکومتی قرضوں سے منافع کما رہے ہیں، جو بالآخر عوام کے ٹیکسوں کے پیسوں سے پورا ہوتا ہے'۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ حکومت رواں مالی سال میں بینکاری شعبے سے مالی معاونت پر بھاری انحصار جاری رکھے گی کیونکہ اگرچہ محصولات میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن وہ اب بھی اہداف سے کم ہیں، موجودہ رجحان پاکستان کی معیشت کو درپیش چیلنجز کو اجاگر کرتا ہے، بینکوں میں زائد لیکویڈیٹی اور کاروباری طبقے کی ہچکچاہٹ، جو پیداواری سرمایہ کاری اور پائیدار ترقی کو فروغ دینے کے لیے فوری پالیسی اقدامات کی ضرورت کو نمایاں کرتا ہے۔

اوگرا کا بڑا فیصلہ اور کیش لیس معیشت کی راہ

کنزیومر واچ نیوز

پاکستان کی معیشت ایک نازک دوراہے پر کھڑی ہے۔ ایک طرف بڑھتی ہوئی مہنگائی، ٹیکس چوری اور غیر رسمی معیشت کا دباؤ ہے، دوسری طرف جدید دنیا کی طرح ڈیجیٹل نظام اپنانے کی ضرورت۔ ایسے میں آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) کا فیصلہ کہ 31 اکتوبر 2025 تک تمام لائسنس یافتہ ادارے کیش لیس ادائیگی کے نظام کو اپنائیں، یقیناً ایک بڑا اور تاریخی قدم ہے۔

سہولت اور شفافیت کی جانب

یہ فیصلہ بظاہر ایک انتظامی ہدایت ہے لیکن اس کے اثرات بہت دور رس ہو سکتے ہیں۔ صارفین کے لیے سب سے بڑی سہولت یہی ہوگی کہ اب پٹرول پمپ ہو یا سی این جی اسٹیشن، نقدی سنبھالنے کی فکر نہیں رہے گی۔ ایک موبائل ایپ یا راست کیو آر کوڈ کے ذریعے چند سیکنڈ میں ادائیگی ممکن ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی کاروباروں کے لیے بھی آسانی ہوگی کیونکہ انہیں کیش ہینڈلنگ پر وقت اور وسائل ضائع نہیں کرنے پڑیں گے۔ شفافیت کے پہلو سے دیکھیں تو یہ قدم کرپشن اور ٹیکس چوری کے امکانات کم کرے گا۔ جب ہر ٹرانزیکشن کا ڈیجیٹل ریکارڈ موجود ہوگا تو "بلیک منی" کو چھپانا مشکل ہوگا۔ قومی خزانے میں محصولات کا اضافہ ہوگا اور یہ براہِ راست معیشت کو مضبوط بنانے میں مددگار رہوگا۔

چیلنجز بھی کم نہیں

لیکن کیا سب کچھ اتنا ہی آسان ہے؟ ہرگز نہیں۔ پاکستان میں اب بھی بڑی تعداد میں لوگ ڈیجیٹل لٹریسی سے محروم ہیں۔ دیہی علاقوں میں انٹرنیٹ اور موبائل سگنلز کی کمی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ سب سے بڑھ کر سائبر سیکیورٹی کا مسئلہ ہے۔ اگر ہیکنگ، فراڈ اور ڈیٹا چوری کے خدشات ختم نہ کیے گئے تو عوام کا اعتماد اس نظام پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ اسی طرح ثقافتی رویے بھی ایک رکاوٹ ہیں۔ ہمارے ہاں اب بھی نقدی کو زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔ عام دکاندار یا صارف یہ سوچتا ہے کہ "کیش سامنے ہو تو ہی سودا پکا ہے"۔ اس سوچ کو بدلنے کے لیے عوامی سطح پر آگاہی اور اعتماد سازی کی ضرورت ہوگی۔

عالمی تناظر اور سبق

دنیا کے کئی ممالک ہمارے سامنے کامیاب مثالیں رکھتے ہیں۔ سویڈن میں نقدی کا استعمال تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ چین میں Alipay اور PayWeChat نے روزمرہ زندگی کو مکمل طور پر ڈیجیٹل کر دیا ہے۔ بھارت میں "ڈیجیٹل انڈیا" مہم کے تحت چند برسوں میں ڈیجیٹل لین دین کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ پاکستان اگر ان مثالوں سے سبق لے تو بہت جلد اپنی معیشت کو جدید خطوط پر استوار کر سکتا ہے۔

مستقبل کی سمت

اوگرا کا یہ فیصلہ محض ایک ہدایت نہیں بلکہ ایک پیغام بھی ہے: پاکستان کو آگے بڑھنا ہے اور جدید دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے۔ اگر حکومت، بینکنگ سیکٹر اور نجی ادارے مل کر اس وژن پر عمل کریں تو یقیناً آنے والے برسوں میں پاکستان ایک مضبوط، شفاف اور جدید معیشت کی طرف بڑھ سکتا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ کیش لیس اکانومی صرف سہولت نہیں بلکہ ترقی اور بقا کی ضمانت ہے۔ اب یہ حکومت، اداروں اور عوام پر منحصر ہے کہ وہ اس موقع کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

یوٹیلٹی اسٹورز کی باقاعدہ بندش

30 ارب 21 کروڑ روپے کی تکنیکی ضمنی گرانٹ منظور

کنزیومر واچ نیوز

کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) نے یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن آف پاکستان (یو ایس سی) کی باقاعدہ بندش کو یقینی بنانے کے لیے 30 ارب 21 کروڑ روپے کی تکنیکی ضمنی گرانٹ کی منظوری دی۔ 1971 میں قائم ہونے والی یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن ایک سرکاری ادارہ تھا جس کا مقصد کم آمدنی والے گھرانوں کو رعایتی نرخوں پر بنیادی اشیائے ضروریہ فراہم کرنا تھا، اور یہ ملک بھر میں چار ہزار سے زائد ریٹیل آؤٹ لیٹس کے ذریعے کام کر رہا تھا، یہ ادارہ جولائی کے آخر میں باضابطہ طور پر بند ہوگیا تھا۔ حکومت کے فنانس ڈویژن کی جانب سے جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق یہ گرانٹ ’ یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کے قومی خزانے پر طویل عرصے سے بوجھ ڈالنے والے مالی مسائل کو ذمہ داری کے ساتھ حل کرنے کا ایک بڑا قدم ہے‘، اور اس سے ادارے کی بندش سے متاثر ہونے والے ملازمین کے مفادات کا بھی تحفظ کیا گیا ہے۔ پریس ریلیز میں کہا گیا کہ ’ حکومت، ملازمین کو ان کے واجبات کی ادائیگی، معاوضہ اور بقایاجات کی منظوری کے ذریعے یہ یقینی بنا رہی ہے کہ انہیں ان کا حق ملے، جس سے یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کی بندش کے سماجی اور معاشی اثرات کو کم کیا جا سکے۔‘ کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں وفاقی وزیر برائے فوڈ سیکیورٹی رانا تنویر حسین، وزیر تجارت جام کمال خان، وزیراعظم کے معاون خصوصی برائے صنعت و پیداوار ہارون اختر خان، اور متعلقہ وزارتوں، محکموں اور ریگولیٹری اداروں کے وفاقی سیکریٹری اور سینئر حکام شریک ہوئے، جبکہ وزیر توانائی سردار اویس احمد خان لغاری نے آن لائن شرکت کی۔ پریس ریلیز کے مطابق، ای سی سی نے فیصلہ کیا کہ وزارت صنعت و پیداوار، یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کی بندش کے لیے درکار مالی ضروریات کو مزید منظم کرے گی۔ مزید کہا گیا کہ یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کے اثاثے، جن میں جائیدادیں بھی شامل ہیں، موجودہ مالی سال کے دوران فروخت کیے جائیں گے تاکہ بندش کے اخراجات کو جزوی طور پر فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے پورا کیا جا سکے۔ کابینہ کمیٹی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ادارے کی بندش ’ منظم اور شفاف انداز میں ‘ کی جائے، اور اس کے واجبات کو جزوی طور پر کارپوریشن کی جائیدادوں کی فروخت سے پورا کیا جائے۔ پریس ریلیز میں کہا گیا کہ ’ منظور شدہ مالی پیکیج حکومت کے ملازمین کی فلاح و بہبود کے تحفظ اور کارپوریشن کے آپریشنز کو ختم کرنے کے عمل میں مالی نظم و ضبط کو یقینی بنانے کے عزم کو اجاگر کرتا ہے۔‘ خیال رہے کہ اس ہفتے کے آغاز میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے تجکاری کو آگاہ کیا گیا تھا کہ حکومت یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کے ملازمین اور وینڈرز کو ادارے کی بندش کے بعد 27 ارب روپے کے واجبات دو مراحل میں ادا کرے گی۔ گزشتہ ہفتے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے حکومت پر زور دیا تھا کہ وہ یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن کی بندش کے بجائے اس کے انتظام اور کنٹرول کو مضبوط بنائے، اور خبردار کیا تھا کہ اس اقدام سے ہزاروں لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔

پاکستان نے 2600 ارب کا قرضہ قبل از وقت ادا کر دیا

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز) وزیرخزانہ کے مشیرخرم شہزاد نے کہا ہے کہ قومی تاریخ میں پہلی مرتبہ تاریخی اقدام کے تحت پاکستان نے وقت سے پہلے ہی 2600 ارب روپے کا قرض ادا کر دیا۔ایک بیان میں خرم شہزاد نے کہا کہ 30 جون 2025 کو وزارت خزانہ نے 500 ارب روپے کا قرضہ قبل از وقت ادا کر دیا اور صرف 2 ماہ بعد 29 اگست 2025 کو ڈیبٹ مینجمنٹ آفس نے 1133 ارب روپے قرضہ کی ایک اور یادگار واپسی سرانجام دی جس سے اسٹیٹ بینک کے قرض کی ادائیگی 1633 ارب روپے ہوگئی۔خرم شہزاد نے کہا کہ وزارت خزانہ نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے واجب الادا 1633 ارب روپے کے قرضے کو ادا کر دیا اور یہ صرف 59 دنوں میں کیا گیا۔انہوں نے کہا کہ قبل ازیں وزارت خزانہ مالی سال 2025 کی پہلی ششماہی میں 1000 ارب روپے کا مقامی تجارتی مارکیٹ کا قرض ادا کیا تھا جو پاکستان کی تاریخ میں اس طرح کا قرض کی ادائیگی کا پہلا اقدام تھا۔وزیر خزانہ کے مشیر کے مطابق مرکزی بینک اور کمرشل دونوں سمیت ایک سال سے بھی کم عرصے میں قرض کی کل ریٹائرمنٹ اب 2600 ارب روپے سے زیادہ ہوگئی ہے جو ملک کی مالیاتی تاریخ میں ایک بے مثال اور فیصلہ کن اقدام ہے۔ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ عمل ابتدائی قرض کی ریٹائرمنٹ کے ذریعے عوامی مالیات کے استحکام اور مالی اعتبار کی بحالی کا عکاس ہے۔

ایل پی جی کا گھریلو سلنڈر سستا ہو گیا

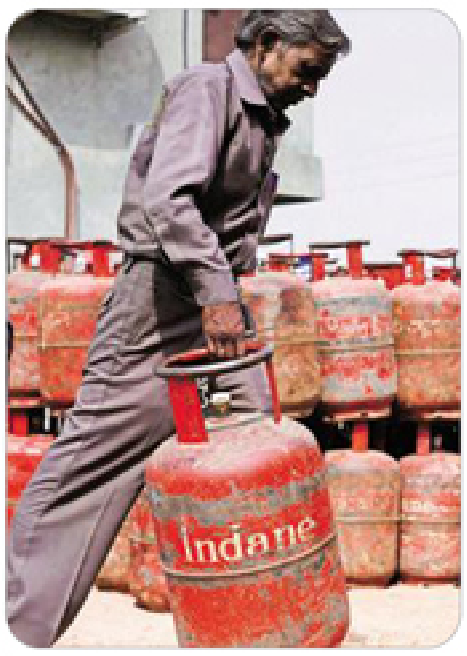

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز) آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے مائع پیٹرولیم گیس (ایل پی جی) کا گھریلو سلنڈر سستا کر دیا ہے۔اوگرا کی جانب سے جاری نوٹیفکیشن کے مطابق ایل پی جی فی کلو ایک روپے 17 پیسے سستی کر دی گئی ہے۔نوٹیفکیشن کے مطابق یکم ستمبر سے ایل پی جی کا گھریلو سلنڈر 13 روپے 89 پیسے سستا ہو گیا ہے۔ایل پی جی کے 11.8 کلوگرام کے گھریلو سلنڈر کی قیمت 2527 روپے 47 پیسے مقرر کی گئی ہے۔فی کلو ایل پی جی کی نئی قیمت 214 روپے 19 پیسے مقرر کی گئی ہے۔

ایس آئی ایف سی کی مؤثر حکمت عملی آئی ٹی برآمدات میں نمایاں اضافہ

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)ایس آئی ایف سی کی کاوشوں سے عالمی مارکیٹ تک بہتر رسائی کی بدولت پاکستان کی آئی ٹی برآمدات میں اضافہ ہوگیا۔تفصیلات کے مطابق 354 ملین ڈالر کی برآمدات کے ساتھ آئی ٹی برآمدات گزشتہ بارہ ماہ کی 317 ملین ڈالر کی اوسط سے تجاوز کر گئیں۔آئی ٹی برآمدات میں گزشتہ سال جولائی کے مقابلے میں 24 فیصد جبکہ جون کے مقابلے میں 5 فیصد بہتری ریکارڈ ہوئی۔برآمدات میں اضافہ کمپیوٹر سروسز، سافٹ ویئر کنسلٹنسی اور خلیجی ممالک میں صارفین کے اضافے سے ممکن ہوا۔اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی ایکسپورٹرز کے اسپیشلائزڈ فارن کرنسی اکاؤنٹس کی حد 35 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد کر دی۔اسٹیٹ بینک کی جانب سے متعارف کرائی گئی ایکوئٹی انویسٹمنٹ ابراڈ (EIA) اسکیم نے آئی ٹی برآمد کنندگان کے اعتماد میں اضافہ کیا۔

کراچی کے شہری مہنگا آٹا اور چینی خریدنے پر مجبور

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز) ملک بھر میں آٹے کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوگیا، حالیہ ایک ہفتے میں بیس کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت میں 300 روپے تک کا اضافہ ہوا۔کراچی کے شہری ملک میں سب سے مہنگا آٹا خریدنے پر مجبور ہیں، شہر قائد میں 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت 2100 روپے تک پہنچ گئی۔ادارہ شماریات کے تازہ اعداد و شمار کیمطابق کراچی کے شہری ملک میں سب سے مہنگا آٹا خریدنے پر مجبور ہیں، کراچی میں 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت 2100 روپے تک پہنچ گئی ہے۔کراچی، پشاور اور بہاولپور کے شہری ملک میں سب سے مہنگی چینی خریدنے پر مجبور ہیں حالیہ ہفتے کراچی، لاڑکانہ اور خضدار میں آٹے کے 20 کلو تھیلے کی قیمت 300 روپے تک بڑھ گئی، اسی دوران حیدرآباد اور سکھر میں آٹے کا 20 کلو کا تھیلا 280 تک مہنگا ہوا۔ایک ہفتے میں کوئٹہ میں آٹے کے 20 کلو تھیلے کی قیمت 210 روپے، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور، بنوں اور ملتان میں آٹے کے 20 کلو تھیلے کی قیمت 200 روپے تک بڑھی۔

ہونڈا نے مشہور زمانہ موٹر سائیکل سی جی 125 کا نیا ڈال متعارف کروا دیا

کراچی(کنزیومرواچ نیوز)اٹلس ہونڈا نے اپنی مشہور زمانہ موٹر سائیکل سی جی 125 کا نیا ماڈل متعارف کروا دیا ہے جس میں حسب روایت اس بار بھی موٹر سائیکل کے صرف سٹیکرز ہی تبدیل کیئے گئے ہیں۔سی جی 125 جو کہ پاکستان کے نوجوانوں میں کافی مقبول موٹر سائیکل تصور کی جاتی ہے، اپنے پرانے ڈھانچے، انجن اور مجموعی ڈیزائن کے ساتھ برقرار رکھی گئی ہے۔کمپنی کی جانب سے 2026 ماڈل کو نیا ایڈیشن قرار دیا جا رہا ہے لیکن پچھلے ماڈلز کی نسبت کسی بڑی تبدیلی کا اعلان نہیں کیا گیا۔رنگوں اور گرافکس کی اپ ڈیٹ کے علاوہ ڈیزائن، کارکردگی اور خصوصیات میں کوئی فرق نہیں آیا۔اگرچہ ہونڈا نے حال ہی میں سی جی 150 متعارف کرائی ہے، لیکن سی جی 125 میں کسی بڑے ہارڈ ویئر اپ گریڈ کا امکان آنے والے برسوں میں بھی نظر نہیں آ رہا۔اٹلس ہونڈا نے ہونڈا 125 کی قیمت میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے جو کہ 2 لاکھ 38 ہزار 500 روپے پر برقرار ہے۔

فراڈ کا سدباب: آن لائن قرض کیلئے نئے قواعد وضوابط جاری

اسلام آباد(کنزیومرواچ نیوز)نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن اتھارٹی کا کہنا ہے کہ نان بینکنگ فنانشل کمپنیاں فراڈ میں ملوث تھیں، نوے فیصد کمپنیوں کیخلاف کارروائی کی گئی، پہلے آن لائن کمپنیاں 1800 فیصد تک سود لیتی تھیں، اب صرف 100 فیصد تک لے سکیں گی، شہری کو قرض لینے کیلئے 3 افراد کی تفصیلات دینا ہوں گی۔سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے آئی ٹی و ٹیلی کام کا اجلاس ہوا، جس میں نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن اتھارٹی نے آن لائن قرضہ فراڈ پر بریفنگ دی۔این سی سی آئی اے حکام نے بتایا کہ نان بینکنگ فنانشل کمپنیاں فراڈ میں ملوث تھیں، ایس ای سی پی نے 2020ء میں ان کمپنیوں کو لائسنس دیئے تھے، کمپنیوں کیلئے کوئی شرائط عائد نہیں کی گئی تھیں، 90 فیصد کمپنیوں کیخلاف کارروائی کی گئی، قواعد سخت کر کے فراڈ بڑی حد تک روک دیا گیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ آن لائن لون کمپنیاں پہلے 1800 فیصد تک سود لیتی رہی ہیں، ایپ ڈاؤن لوڈ کرنے سے گیلری اور رابطہ نمبروں تک رسائی مل جاتی تھی، قرضہ لینے کے بعد کوئی بھی شہری ان کمپنیوں کے پاس پھنس جاتا تھا، کسی نے کھانا کھانے کیلئے 5 ہزار قرضہ لیا تو وہ بھی پھنس جاتا تھا، ایس ای سی پی نے قرضے پر سود لینے کی کوئی شرح مقرر نہیں کی تھی، ایک کا قرضہ واپس کرنے کیلئے شہری دوسری کمپنی سے قرضہ لیتے تھے۔حکام این سی سی آئی اے نے بتایا کہ ایس ای سی پی نے اپنی ریگولیشنز میں بہتری کی ہے، اب کمپنی قرض پر صرف 100 فیصد سود لے سکتی ہے، کوئی بھی شہری قرض لینے کیلئے 3 افراد کی تفصیلات دینے کا پابند ہوگا، ان لائن قرضہ ایپ کمپنی شہریوں کی گیلری اور نمبرز تک رسائی نہیں حاصل کرسکتیں۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3